سلسلہ : رسائلِ فتاوی رضویہ

جلد : ساتویں

رسالہ نمبر 3

تیجان الصواب فی قیام الامام فی المحراب ۱۳۲۰ھ

محراب میں قیام امام سے متعلق درستگی کے تاج

پیشکش : مجلسِ آئی ٹی (دعوتِ اسلامی)

تیجان الصواب فی قیام الامام فی المحراب ۱۳۲۰ھ

(محراب میں قیام امام سے متعلق درستگی کے تاج)

(محراب کے معنی اور امام کے محراب میں کھڑا ہونے پر نفیس بحث)

مسئلہ ۱۰۰۰: از جبل پور قریب مسجد کوتوالی مرسلہ مولٰنا مولوی شاہ محمد عبدالسلام صاحب قادری برکاتی ۶ جمادی الاخری ۱۳۲۰ھ

اما بعد مایقول سیدنا وسندنا ومولٰنا ومرشدنا والذخرلیومنا وغدنا و وسیلتنا وبرکتنا فی الدنیا والدین، اٰیۃ من اٰیات اللہ رب العٰلمین، نعمۃ اللہ علی المسلمین، اعلم العلماء المتبحرین افضل الفضلاء المتصدرین، تاج المحققین سراج المدققین، مالك ازمۃ الفتاوی و المفتین، ذوالمقامات الفاخرۃ والکمالات الزاھرہ الباھرۃ، صاحب الحجۃ القاھرۃ، مجدد المائۃ الحاضرۃ، العلامۃ الاجل الابجل، حلال عقدۃ مالاینحل، بحرالعلوم، کاشف السر المکتوم، صدرالشریعۃ، محی السنۃ، المحدّث	حمد وصلوٰۃ کے بعد، کیافرماتے ہیں ہمارے سربراہ وآقا، مرشد، ہمارے آج اور کل کے لئے ذخیرہ، دنیاوآخرت میں ہمارے وسیلہ، اللہ رب العالمین کی نشانیوں میں سے ایک نشانی، مسلمانوں پر اللہ کی نعمت، متبحر علماء سے زیادہ صاحب علم فضلاء سے افضل، تاج المحققین، سراج المدققین، فتاوٰی اور اصحاب فتاوٰی کے شیخ، صاحب مقامات کاملہ اور کمالات زاہرہ و باہرہ، صاحب حجت قاہرہ، مجدد مائۃ حاضرہ، علامہ اجل وابجل، نہ کھلنے والے عقدوں کو کھولنے والے، علوم کے سمندر، مخفی رازوں کے واضح کرنے والے، صدرالشریعۃ، سنت کو زندہ کرنے والے، عظیم محدث و

الفقیه العدیم النظیر النحریر لازالت لوامع افکاره توضح غوامض المشکلات وانواراسراره تحل المعضلات فی هذاالمرام۔	فقیہ، جن کی مثالیں نہیں، آپ کے افکار عالیہ ہمیشہ نہایت ہی مشکل پیچیدگیوں کو واضح کرتے رہیں، اور آپ کے اسرار کے نور اس مقصد کی مشکلات روشن کرتے رہیں۔
سوال اوّل: امام راتب اگر محراب را گزاشتہ در مسجد یا در صحن بآزائے وسط قیام نماید آیا ایں ترک مقام معین ومقام درغیر محراب مکروہ باشد یانہ برتقدیراول انچہ درکتاب مستطاب ردالمحتار درباب الامامۃ مذکورست والظاھر ان ھذا فی الامام الراتب لجماعة کثیرة لئلا یلزم عدم قیامه فی الوسط فلولم یلزم ذلك لایکره[1] فما لمراد منه وبرتقدیر ثانی آنچہ درہماں کتاب درمکروہات الصلوٰۃ مسطوراست ومقتضاه ان الامام لوترك المحراب وقام فی غیره یکره ولوکان قیامه وسط الصف لانه خلاف عمل الامة وھوظاھر فی الامام الراتب دون غیره والمنفرد[2] الخ فمالمستفاد عنه ازعبارت اولیٰ مفہوم می شود کہ ترک محراب سبب کراہت نیست بلکہ لزوم عدم قیام فی الوسط باعث کراہت است پس اگرامام راتب ہم ترک محراب نمودہ درغیر محراب بمحاذات وسط صف	**سوال اول:** مقررہ امام اگر محراب چھوڑ کر مسجد یا صحن مسجد محراب کے مقابل درمیان میں کھڑا ہوا تو کیا مقام مقررہ کا چھوڑنا مکروہ ہے یا نہیں؟ اگر مکروہ ہے تو ردالمحتار کے باب الامامت کی اس عبارت کہ "ظاہر یہ ہے کہ یہ اس امام مقرر کے لئے ہے جو جماعت کثیرہ کا ہو، تاکہ اس کا وسط میں کھڑا نہ ہونا لازم آئے، اور اگر ایسی صورت نہیں تو کراہت نہیں "کا کیا معنی ہوگا؟ اور مکروہ نہیں تو اس کتاب کے باب مکروہات نماز میں تحریر ہے "اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ اگر امام نے محراب چھوڑ دیا اور دوسری جگہ کھڑا ہوگیا تو مکروہ ہے اگرچہ اس کا قیام صف کے درمیان میں ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کا یہ عمل امت کے عمل کے خلاف ہے اور یہ بات مقررہ امام میں واضح ہے مگر غیر مقرر امام اور منفرد میں نہیں" تو اس کا مفہوم کیا ہوگا؟ پہلی عبارت سے یہ سمجھ آرہا ہے کہ ترک محراب کراہت کا سبب نہیں بلکہ وسط میں کھڑا نہ ہونا سبب کراہت ہے لہٰذا اگر مقرر امام بھی محراب ترک کردے اور کسی اور مقام پر اس کے محاذات میں صف کے درمیان

[1] ردالمحتار مطلب فی کراہۃ قیام الامام فی غیر المحراب مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۶۸

[2] ردالمحتار مطلب اذاتردد الحکم بین سنۃ وبدعت مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۶۴۶

قیام نماید در مسجد باشد یادر صحن مسجد باجماعت قلیل کہ ازوعدم محاذات وسط صف لازم نیاید مکروہ نباشد واز عبارت اخری مستفاد می شود کہ امام راتب راترک محراب و قیام در غیر محراب مطلقًا اگرچہ بازائے وسط صف باشد وبہر کجاکہ بود اندرون مسجد یابیرون مسجد در صحن وغیرہ مکروہ باشد لانہ خلاف عمل الامۃ وظاھرھما یدل علی التضارب و التنافی بینھما فکیف التطبیق۔

کھڑا ہو خواہ مسجد کے اندر ہو یا صحن مسجد میں یا جماعت قلیل ہو تاکہ وسط صف کی عدم محاذات لازم نہ آئے تو یہاں کراہت نہ ہوگی اور دوسری عبارت سے پتا چلتاہے کہ مقرر امام کا محراب کو ترک کرکے غیر محراب میں کھڑا ہونا خواہ صف کے وسط میں ہو اندرون مسجد یا صحن مسجد میں ہر جگہ مکروہ ہے کیونکہ یہ عمل امت کے خلاف ہے اور ان دونوں عبارات میں بظاہر تعارض ومنافات ہے ان میں تطبیق کیسے ہوگی؟

سوال دوم: قیام امام در محراب بطوریکہ مصرح فقہائے کرام رحمہ اللہ تعالٰی است یعنی قیامہ خارجہ وسجودہ فیہ چہ حکم دارد مباح یا سنت، امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی در جامع صغیر می فرمایند عن یعقوب عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی لاباس ان یکون مقام الامام فی المسجد وسجودہ فی الطاق ویکرہ ان یقوم فی الطاق[3]ھ وھکذا فی الھدایۃ ودر کتاب الآثار می نویسند و اما نحن فلانری باسا ان یقوم بحیال الطاق مالم یدخل فیہ اذاکان مقامہ خارجا منہ و سجودہ فیہ وھو قول ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ[4] فیفھم من ھذہ العبارات

سوال دوم: امام کا محراب میں اس طرح کھڑا ہونا جو فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے بیان کیا ہے یعنی خود خارج میں کھڑا ہو اور سجدہ محراب میں کرے کیا حکم رکھتا ہے مباح یا سنت؟ امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی نے جامع صغیر میں فرمایا کہ امام یعقوب نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی سے نقل کیا ہے کہ امام کا مسجد میں کھڑا ہو کر محراب میں سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے اھ اور ہدایہ میں بھی اسی طرح ہے اور کتاب الآثار میں امام محمد لکھتے ہیں کہ رہا معاملہ ہمارا تو اگر امام محراب کے گوشے میں کھڑا ہو بشرطیکہ اس میں داخل نہ ہو اور اس کی قیام گاہ اس سے باہر ہو اور سجدہ اس کے اندر ہو تو ہمارے نزدیک کوئی حرج نہیں، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالٰی کا بھی یہی موقف ہے، ان تمام عبارات سے

---

[3] الجامع الصغیر باب فی الامام این یستحب لہ ان یقوم الخ مطبوعہ مطبع یوسفی لکھنؤ ص۱۱

[4] کتاب الآثار باب الصلوٰۃ فی الطاق مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ص۲۱

الاذن والرخصۃ فیہ.
وازاکثر کتب معتمدہ فقہیہ ہم جواز مطلق مفہوم می شود کہ عبارات متون وشروح معتبرہ مشہورہ یکرہ قیام الامام فی الطاق ولایکرہ سجودہ فی الطاق اذاکان قائما خارجا المحراب[5] ھ ملخصا عینی کنز. لاسجود فیہ وقدماہ خارج[6] الخ مختصرا درمختار. لایکرہ ان قام الامام فی المسجد وسجد فی الطاق الخ مختصرا قھستانی وغیرھا من العبارات المتقاربۃ لھا مشعر ہمیں معنٰی خواہند شد ازایں تصریحات معلوم می شود کہ قیام امام در محراب بطور مذکور مباح وجائز ست نہ کہ سنت ومندوب پس ازطرف محراب وقیام در غیر آں ہیچ کراہتے لازم نا نیاید اماعلامہ محقق شامی رحمۃ اللہ علیہ در ردالمحتار از معراج الدرایہ و مبسوط نقل می فرمایند : السنۃ ان یقوم فی المحراب لیعتدل الطرفان ولو قام فی احد جانبی الصف یکرہ[7] الخ ایضا السنۃ ان یقوم الامام ازاء وسط الصف الاتری

یہی محسوس ہوتا ہے کہ اس میں اجازت ورخصت ہے،
اور اکثر کتب فقہ جو معتمد ہیں ان سے بھی مطلق جواز مفہوم ہوتا ہے کیونکہ مشہور متون اور شروحات میں درج ہے کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے مگر محراب میں سجدہ کرنا مکروہ نہیں جبکہ وہ خارج محراب کھڑا ہواھ تلخیصا عینی کنز، محراب میں اس کا سجدہ مکروہ نہیں جبکہ اس کے قدم محراب سے خارج ہوں الخ اختصارًا، درمختار میں ہے اگرامام مسجد میں کھڑا ہو اور سجدہ محراب میں ہو تو کراہت نہیں الخ اختصارًا، قہستانی اور دیگر کتب میں ایسی ہی قریب المعنی عبارات ہیں جن سے یہی معنی مترشح ہوتا ہے، ان تمام تصریحات سے معلوم ہورہا ہے کہ امام کا محراب میں مذکورہ طریقہ پر کھڑا ہونا جائز ومباح ہے سنت ومندوب نہیں لہٰذا محراب کا ترک اور دوسری جگہ کھڑے ہونے سے کراہت لازم نہیں آتی۔ لیکن علامہ محقق شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار میں معراج الدرایہ اور مبسوط سے نقل کیا کہ امام کا محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے تاکہ دونوں اطراف میں اعتدال ہوجائے، اگر کسی ایک جانب کھڑا ہواتو کراہت ہوگی الخ وہاں یہ بھی ہے امام کا وسط صف کے مقابل کھڑا ہونا سنت ہے کیاآپ نے

---

5 عینی علی الکنز باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۴۳
6 درمختار باب مایفسد فی الصلوٰۃ الخ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۲
7 جامع الرموز للقہستانی فصل مایفسد فی الصلوٰۃ الخ مطبوعہ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ایران ۱/۱۹۴

ان المحاریب مانصبت الاوسط المساجد وھی عینت لمقام الامام[8] ایضا والاصح ماروی عن ابی حنیفۃ انہ قال اکرہ ان یقوم بین الساریتین اوفی زاویۃ اوفی ناحیۃ المسجد اوالی ساریۃ لانہ خلاف عمل الامۃ قال علیہ الصلٰوۃ و السلام توسطوا الامام[9] الخ واز تاتارخانیہ می آرند ویکرہ ان یقوم فی غیرالمحراب الابضرورۃ[10] ونیز می فرمایند یفھم من قولہ او الی ساریۃ کراھۃ قیام الامام فی غیرالمحراب ویؤیدہ قولہ قبلہ السنۃ ان یقوم فی المحراب وکذا قولہ فی موضع اٰخر والسنۃ ان یقوم الامام ازاء وسط الصف[11] الٰی اٰخر ماھو المنقول والمذکور فیہ کل ذلك یدل علی ان السنۃ للامام ان یقوم فی المحراب ویکرہ ان یقوم فی غیرہ فما صورۃ التطبیق بین ھذہ الاقوال المختلفۃ او الترجیح لواحد علی وجہ یتبین بہ الصواب والحکم الصحیح آیاامام راتب	نہیں دیکھا کہ محرابیں مساجد کے درمیان بنائی جاتی ہیں جوامام کے مقام کا بھی تعین کردیتی ہیں اور اصح قول جو امام ابوحنیفہ سے مروی ہے کہ میں امام کادو ستونوں کے درمیان یازاویہ یامسجد کے گوشے یا ستون کی طرف کھڑا ہونے کوناپسند کرتاہوں کیونکہ یہ عمل امت کے خلاف ہے۔ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام نے فرمایا: امام کودرمیان میں کھڑا کرو۔ تاتارخانیہ میں ہے کہ امام کاضرورت کے بغیر محراب میں کھڑاہونا مکروہ ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ امام صاحب کے "یاستون کی طرف" سے معلوم ہوتاہے کہ غیر محراب میں امام کاقیام مکروہ ہے اس کی تائید اس پہلے قول سے ہوتی ہے کہ محراب میں کھڑاہونا سنت ہے، اسی طرح دوسرے مقام پرہے کہ سنت یہ ہے کہ امام وسط صف کے مقابل کھڑاہو، اس بارے میں جوکچھ منقول ومذکور ہے وہ تمام اس پردال ہے کہ امام کامحراب میں کھڑا ہوناسنت ہے اور غیر محراب میں قیام مکروہ ہے، تواب ان مختلف اقوال میں تطبیق کیسے ہوگی یا ان میں سے کسی ایک کوترجیح کیسے دی جائے تاکہ درست رائے اور حکم صحیح واضح ومتعین ہوجائے، کیاامام کا

[8] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۶۸

[9] ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۶۴۶

[10] ردالمحتار مطلب فی کراہۃ قیام الامام فی غیر المحراب مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۶۸

[11] ردالمحتار مطلب فی کراہۃ قیام الامام فی غیر المحراب مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۵۶۸

راقیام در صحن مسجد بمحاذاۃ محراب درصف کماھو المتعاد فی دیارنا براعتبار فرق مسجد صیفی و شتوی جائز داشتہ شدہ یابوجہے دیگر فالمسؤل من الحضرۃ العلیۃ البھیۃ السنیۃ الرضیۃ المطھرۃ القدسیۃ ان نستفیض بتحقیق المقام وتوضیح المرام بحیث ینکشف بہ المشکل و ینحل بہ المعضل فتطمئن بہ الاوھام۔

محراب کے محاذی صحن مسجد میں قیام جیسا کہ ہمارے علاقے میں متعارف ہے بنابر اعتبار مسجد صیفی و شتوی جائز ہے یا کوئی اور صورت ہے، اس بارگاہ میں سوال ہے جو بلند، اعلٰی، محبوب، پاکیزہ و مقدسہ ہے کہ ہمیں اس مقام کی ایسی تحقیق اور مقصد کی وضاحت عطافرمائے جس سے مشکل حل ہوجائے اور ذہن مطمئن ہوجائیں۔(ت)

بیّنوا توجروا۔ فقیر حقیر مستہام غلام تراب الاقدام اذل خدام الحضور عالی مقام احقر الطلبہ محمد عبدالسلام سنی حنفی قادری جبلپوری عفی عنہ۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد برضمیر منیر ہدی تخمیر مولٰنا الفاضل الکامل العالم العامل التقی النقی الحفی الوفی الصفی الزکی الذکی السنی السنی الجمیل الجلیل المولوی الشاہ محمد عبدالسلام القادری البرکاتی السنی الحنفی سلمہ اللہ تعالٰی بالعز والاکرام و السلامۃ والسلام وحمایۃ الاسلام وجعلنا و ایاہ دارالسلام آمین آمین یاذالجلال والاکرام،

مستتر نیست کہ مسئلہ مرسلہ سامی برچار سوال اشتمال دارد، یکے نفی تنافی از دو عبارت علامہ شامی کہ جائے مبنائے کراہت درحق امام عدم توسط صف راداشتہ است نہ ترک محراب راتاآنکہ اگر میانہ صف ایستد کراہت نبود اگرچہ ترک محراب گوید، ودگرجانفس ترکش راتاآنکہ اگر درغیر محراب ایستد کراہت باشد گومیانہ صف باش دوم دفع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہم اس کی حمد بجالاتے ہیں اور اس کے رسول کریم کی خدمت میں صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں، حمد وصلوٰۃ کے بعد، اے روشن ضمیر، سراپا ہدایت، مولٰنا الفاضل الکامل العالم العامل تقی نقی، لائق، تام، پاکیزہ، ستھرا، سنی، قیمتی، جمیل، بزرگ، اللہ تعالٰی ان کو عزت و اکرام سے زندہ رکھے، ہمیں اور ان کو جنت میں داخل کرے، یاذالجلال والاکرام آمین! ارسال کردہ مبارک مسئلہ چار سوالات پر مشتمل ہے ایک یہ ہے کہ علامہ شامی کی دو عبارات میں منافات کی نفی مقصود ہے کہ ایک جگہ امام کے صف میں عدم توسط کو علت کراہت قرار دیا ہے نہ کہ ترک محراب کو، حتی کہ اگر امام صف کے درمیان کھڑا ہوجاتا ہے اگرچہ محراب میں نہیں تو اب کراہت نہ ہوگی، دوسرے مقام پر ترک محراب کو مکروہ کہا ہے حتی کہ اگر امام محراب چھوڑ کر

تدافع از تنصیصات متون وغیرہا کہ قیام در نفس محراب رامکروہ فرمودہ اند وبازائے اُواستادن راچنانکہ سجدہ در محراب افتد بہ لفظ لاباس بہ کہ مفید مجرد اباحت عاری از فضیلت بلکہ در غالب اطلاق مشعر بکراہت است تعبیر نمودہ، وتصریحات مبسوط امام خواہرزادہ ومعراج الدرایہ وتاتارخانیہ وغیرہا کہ قیام امام در محراب سنت است وترکش موجب کراہت واسائت، سوم آنکہ امام راتب راترک محراب باوصف توسط صف در مسجد صیفی خواہ شتوی مکروہ باشد یاخیر، چہارم آنکہ امام رابازائے محراب ایستادن چنانکہ سجدہ درون طاق باشد سنت ووجہ فضیلت ست یا محض مباح، دوسوال پیشیں متشابہ ومتماثل ست عبارت اول شامی کہ ترک محراب را وجہ ایراث کراہت نداشت بانصوص متون موافق می آید کہ قیام بازائے محراب را لاباس بہ گفتند پیداست کہ ترک مباح کراہتے ندارد وعبارت دومش باقوال مبسوط ومامعہ مشایعت نماید کہ قیام فی المحراب چوں مسنون ست نفس ترکش ہرآئینہ مکروہ وزبون ست و سوال سوم نیزاز ہمیں مناشی ناشی آمدہ کہ اونیزاز کراہت وعدم کراہت ترک محراب مستحسن می راند واگرنیکوبنگرند سوال چہارم نیزاز ہمیں گریبان سربرزدہ زیراکہ چونکہ بتصریحات ائمہ مذہب قیام در نفس طاق مکروہ است لاجرم آنجاکہ حکم فضیلت۔

دوسری جگہ کھڑا ہوا تو یہ مکروہ ہے خواہ وہ درمیان صف ہی کھڑا ہوا ہو، دوم متون وغیرہ کی نصوص کے درمیان اختلاف کاتدافع ہے کہ بعض میں ہے کہ محراب میں قیام مکروہ ہے اور اس کے سامنے کھڑا ہونا اور سجدہ محراب میں کرنے کی صورت کو "اس میں کوئی حرج نہیں" کے الفاظ سے تعبیر کیاہے جو اس بات پر دال ہے کہ یہ مباح ہے اور فضیلت سے عاری ہے بلکہ اغلب طور پر ان کااطلاق کراہت پر ہوتاہے، دوسرے متون مثلاً مبسوط امام خواہرزادہ، معراج الدرایہ اور تاتارخانیہ وغیرہ میں ہے کہ امام کامحراب میں کھڑا ہونا سنت ہے اور اس کاترک کراہت واسائت کاموجب ہے۔ تیسرے یہ کہ امام مقررہ کا محراب کو چھوڑنا خواہ مسجد صیفی ہو یاشتوی، اگرچہ وہ صف کے درمیان ہی کھڑا ہو مکروہ ہے یانہیں، چہارم یہ کہ امام کامحراب کے سامنے اس طرح کھڑا ہونا کہ سجدہ محراب کے اندر ہو، سنت اور سب فضیلت ہے یاصرف مباح، پہلے دونوں سوالات ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔امام شامی کی پہلی عبارت کہ امام کاترک محراب مکروہ نہیں ان نصوص متون کے موافق ہے کہ امام کامقابل محراب کھڑا ہونے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ترک مباح میں کراہت نہیں ہوتی، دوسری عبارت شامی کی مبسوط وغیرہ کتب کے مناسب وموافق ہے کہ جب امام کامحراب میں کھڑا ہونا مستون ہے تو اس کاترک بہر طور مکروہ ہوگا۔ تیسراسوال بھی اسی تشابہ کی بناپر پیدا ہوا کہ ترک محراب کی کراہت وعدم کراہت ہے یانہیں، اگر

یاسلب کراہت کنند مراد نباشد مگر قیام بازائے اوقریبًا پس سوال ازدو شق فضیلت و اباحت محضہ راجح شود بتخالف مافی المتون والمبسوط پس گرہے کہ ایں جاباید کشود ہمین ست کہ معنی قیام فی المحراب و حکمش درحق امام از کراہت واباحت واستحباب چیست وہرچہ منقح شود درکلمات کرام ایں چہ تنافی ست۔

فقیر گوید یغفراللہ لہ اما دفع تدافع میاں حکم سنیت و تعبیر بلاباس بہ بنظر ظاہر خود آسان ست کلمہ لاباس گاہے برائے دفع توہم باس آید گوآں کارخودسنت بلکہ واجب باش قال اللہ تعالٰی ……الْمَرْ·ةَ···اللهِ·

·ا··وِا·فَلَا جُنَا··اَ…..[12] عروہ بن الزبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما خالہ اش ام المومنین محبوبہ محبوب رب العٰلمین عائشہ صدیقہ بنت الصدیق صلی اللہ تعالٰی علٰی بعلہا الکریم

اسے مستحسن جانتے ہیں توچوتھاسوال اسی سے جنم لے گاکیونکہ جب ائمہ مذہب کی تصریحات ہیں کہ محراب میں کھڑاہونا مکروہ ہے تواب ہرصورت فضیلت یا عدم کراہت کاحکم نہیں ہوسکتا مگراس صورت میں جب قیام محراب کے مقابل ہو پس ان دوشقوں کی وجہ سے، فضیلت واباحت محضہ کاسوال متون اور مبسوط میں تخالف وتضاد کی طرف راجح ہوگیا، یہاں اس بات کاجانناضروری ہے کہ امام کامحراب میں کھڑے ہونے کامعنی ومفہوم کیاہے،امام کے حق میں اس کاکیاحکم ہے مکروہ، مباح یامستحب ہے، جب ان بزرگوں کے کلمات سے یہ واضح ہوجائے گا تو(پھردیکھنا ہے کہ) منافات کیاہے! فقیر (اللہ تعالٰی اسے معاف کرے) کہتاہے کہ اسے سنت قراردینا اور "اس میں کوئی حرج نہیں" کہنا، اس پرمنافات کادورکرنا نہایت ہی آسان ہے کیونکہ "لاباس بہ"کے کلمات میں دفع وہم کے لئے بھی آجاتے ہیں اگرچہ وہ کام سنت بلکہ واجب بھی ہو۔ اللہ تعالٰی کاارشاد گرامی ہے: "صفاومروہ اللہ تعالٰی کی نشانیوں میں سے ہیں پس جوبیت اللہ کاحج کرے یاعمرہ کرے اس پرکوئی گناہ نہیں کہ ان دونوں کاطواف کرے۔" حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اپنی خالہ ام المومنین محبوبہ محبوب رب العٰلمین حضرت عائشہ صدیقہ بنت صدیق (اللہ تعالٰی ان کے

---

[12] القرآن ۱۵۸/۲

وابیہا وعلیہا وسلم الکریم راازیں آیت پر سید وگفت

فواللّٰہ ماعلی احد جناح ان لایطوف بالصفا والمروۃ ام المؤمنین فرمود بئس ماقلت یابن اخی ان ھذہ لوکانت کما اولتھا علیہ کانت لاجناح علیہ ان لایطوف بھما ولکنھا انزلت فی الانصار کانوا قبل ان یسلموا یھلون لمناۃ الطاغیۃ التی کانوا یعبدونھا عندالمشلل فکان من اھل یتحرج ان یطوف بالصفا و المروۃ فلما اسلموا سئلوا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم عن ذلك قالوا یارسول اللّٰہ انا کنا نتحرج ان نطوف بین الصفا والمروۃ فانزل اللّٰہ تعالٰی ان الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ الاٰیۃ وقدسن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم الطواف بینھما فلیس لاحد ان یترك الطواف بینھما[13]

نظر کردنی ست ام المومنین چساں نفی حرج رابر دفع توہم حرج فرود آورد وہم عروہ رایک دم دلیل ساطع رد کرد کہ اگر چناں بودے لاجناح علیہ ان لایطوف بودے

مبارک خاوند، ان کے والد گرامی، خود ان کی ذات پر رحمت وسلام نازل فرمائے) سے اس آیت مبارکہ کے بارے میں پوچھتے ہوئے کہا اللہ کی قسم صفاومروہ کا طواف نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں تو ام المومنین نے فرمایا اے بھتیجے! تونے بہتر قول نہیں کیا اگر اس کا معنی یہی ہوتا جو تونے کیا ہے تو اس کے الفاظ یوں ہوتے "نہیں گناہ اس پر اگر وہ ان کا طواف نہ کرے" لیکن یہ توانصار کے بارے میں نازل ہوئی جو اسلام سے پہلے مقام مشلّل میں "مناۃ" کی عبادت کیا کرتے تھے تو ان میں سے جو شخص حج کے لئے آتا وہ صفاومروہ کے طواف میں حرج محسوس کرتا جب انصار اسلام لائے توانہوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہم صفاومروہ کے طواف میں حرج محسوس کرتے ہیں، تواللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی کہ "صفاومروہ اللہ کی نشانیاں ہیں" (الآیۃ) تو رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی نے صفاومروہ کے درمیان طواف کو سنت قرار دیا، تو اب کوئی ان کے طواف کو ترک نہیں کرسکتا۔

دیکھا ام المومنین نے نفی حرج کو دفع توہم پر چسپاں کرتے ہوئے حضرت عروہ کے وہم کو واضح دلیل سے رَد کردیا اور کہا اگر معاملہ ایسے ہوتا توالفاظ یہ ہوتے "نہیں گناہ اس پر کہ ان دونوں کا طواف نہ کرے" "ان کا طواف کرے" کے الفاظ

---

[13] صحیح البخاری باب وجوب الصفا والمروۃ وجعل من شعائر اللّٰہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲۲

نہ ان یطوف یعنی منافی وجوب نفی حرج از ترک است نہ از فعل کہ اوخودلازم وجوب است زیرا کہ واجب رادرترک حرج باشد و ثبوت حرج دراں مستلزم انتفائے آں از فعل است واثبات لازم منافی ثبوت ملزوم نباشد بلکہ مؤکد ومقرر آن است این معنی شریف رابالطف واخصر لفظے ادافرمود وللذا چوں عروہ ایں حکایت پیش ابوبکر بن عبدالرحمان بن حارث بن ہشام برو ابوبکر گفت ان ھذا لعلم وآیت راسببے دیگراز اہل علم آورد کہ ذکر اللہ تعالٰی الطواف بالبیت ولم یذکر الصفا والمروۃ فی القراٰن قالوا یارسول اللہ کنا نطوف بالصفا والمروۃ وان اللہ تعالٰی انزل الطواف بالبیت فلم یذکر الصفا فھل علینا من حرج ان نطوف بالصفا والمروۃ فانزل اللہ تعالٰی ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ الاٰیۃ قال ابو بکر فاسمع ھذہ الاٰیۃ نزلت فی الفریقین الخ[14] رواہ الشیخان ایں دگر نیز از ھماں وادی ست کما لایخفی در ردالمحتار باب ما یکرہ فی الصلوۃ قبیل احکام المسجد	نہ ہوتے یعنی وجوب کے منافی، ترک سے حرج کی نفی ہے، فعل سے حرج کی نفی منافی نہیں ، فعل توخود لازم واجب ہے کیونکہ ترک واجب میں حرج ہے اور اس میں ثبوت حرج اس بات کو مستلزم ہے کہ اس فعل کی نفی ہو اور کسی لازم کا اثبات لازم کے ثبوت کے منافی نہیں ہوتا کے منافی نہیں ہوتا بلکہ اس کے لئے مؤکد اور ثابت کرنے والا ہوتا ہے، اس مبارک معنی کو انہوں نے کتنے احسن اختصار کے ساتھ بیان فرمادیا، یہی وجہ ہے کہ جب یہ بات حضرت عروہ نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام کے سامنے رکھی تو انہوں نے کہا علم یہی ہوتا ہے، اس آیت کے نزول کا سبب اہل علم نے ایک اور بھی ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالٰی نے قرآن میں بیت اللہ کے طواف کا ذکر کیا مگر صفا ومروہ کے طواف کا ذکر نہ کیا توصحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ہم صفا ومروہ کا طواف کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالٰی نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور صفا ومروہ کا ذکر نہیں کیا توکیا ہمارا صفا ومروہ کا طواف کرنا صحیح نہیں؟ تواللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل فرمائی: " بلاشبہ صفاومروہ اللہ کی نشانیاں ہیں "ابوبکر نے کہا اس آیت کو سنو جو دونوں فریقوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے الخ (بخاری و مسلم) یہ دوسرا بھی اس (دفع وہم) معاملہ سے تعلق رکھتا ہے جیسا کہ واضح ہے۔ ردالمحتار میں احکام مسجد سے تھوڑا سا

[14] صحیح البخاری باب وجوب الصفاوالمروۃ وجعل من شعائر اللہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۲۳

است، قد یقال ان لاباس هنا لدفع مایتوهم ان علیه باسا فی عدم الاجابة[15] نیز دراوائل ادراک الفریضۃ گوید لیس کلمة لاباس هنا لخلاف الاولٰی لان ذلك غیرمطردفیها بل قدتاتی بمعنی یجب[16] ہم درباب العیدین فرمود کلمة لاباس قدتستعمل فی المندوب کما فی البحر من الجنائز والجهاد ومنه هذا الموضع[17] اینجا نیز زآنرد کہ قیام فی الطاق رامکروہ فرمودہ بودند توہم می شود کہ شاید ایں چناں قیام کہ سجدہ درطاق افتد نیز مکروہ باشد دفع ایں التباس رالاباس آوردند۔ اما نفی تنافی از دوکلام شامی **فاقول**: محقق سامی علامہ شامی رحمہ اللہ تعالٰی درہر دو باب کلام امام امام الکلام وکلمات علمائے رام از مبسوط ودرایہ وتاتارخانیہ آوردہ مقتضایش وانمود کہ قضیہ ایں سخن کراہت ترک محراب است مرامام رامطلقًا اگرچہ میانہ صف ایستد ایں اطلاق رابنظراو دو تخصیص بود، یکے مستفاد از حکم	پہلے "باب مایکرہ فی الصلٰوۃ" میں ہے، یہ کہا گیا ہے کہ اس مقام پر "لا باس" کا ذکر اس وہم کے ازالے کے لئے، کہ یہاں حرج ہے اور اک الفریضہ کی ابتداء میں ہے لاباس کا کلمہ یہاں خلاف اولٰی کے لئے نہیں ہے کیونکہ اس کا یہ معنی غیر یقینی ہے بلکہ وہ تو بعض اوقات وجوب کا معنی دیتا ہے اور باب العیدین میں بھی فرمایا لاباس کا کلمہ مندوب کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ بحر کے باب الجنائز اور باب الجہاد میں ہے اور مذکورہ مقام اس کے باب الجہاد سے ہے یہاں بھی فقہاء نے جو طاق میں قیام کر مکروہ فرمایا تو اس سے وہم پیدا ہوا شاید اس طرح کھڑا ہو کہ سجدہ طاق میں کرنا بھی مکروہ ہے لہٰذا اس کو لاباس کے ساتھ دفع کردیا۔ رہا معاملہ امام شامی کی دو۲ عبارات میں منافات ہونے کا **فاقول**: (تو میں کہتا ہوں) محقق سامی علامہ شامی نے دونوں مقامات پر امام کی گفتگو جو کلام کی امام ہے اور دیگر فقہاء کرام کی مبسوط، درایہ اور تاتارخانیہ کے حوالے سے جو عبارات نقل کی ہیں ان کا مقتضی یہ ہے کہ امام کے لئے محراب کا ترک ہر حال میں مکروہ ہے خواہ صف کے درمیان ہی میں کھڑا ہو، اس کے اطلاق کے لئے ان کی نظر میں دو تخصیصیں

[15] ردالمحتار باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۴۸۴
[16] ردالمحتار باب ادراک الفریضہ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۵۲۶
[17] ردالمحتار باب العیدین مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/ ۶۲۱

منصوص وآں تخصیص امام غیر راتب ست اے در مسجد محلّہ زیراکہ فرق احکام راتب وغیرا وہما نجاست اما مساجد القوارع والجوامع العامة وامثالها فلاراتب لها وان کان فلافضل له علی غیره بل الکل فیها سواء ولذا کانت کل جماعة فیها جماعة اولٰی وکان الافضل فی کل جماعة ان تقام باذان واقامة جدیدین[18] کما نص علیه فی الخانیة وغیرها وبیناه فی فتاوٰنا علماء تصریح فرمودہ اند کہ بعد امام راتب اعنی بعد جماعت اولٰی در مسجد محلّہ امام دیگر را باید کہ از محراب عدول نماید **اقول:** ولعل ذلك ابانة لشرف الاولٰی وتنبیها علی ان من تاخر اُخر عن اشرف المقامات وایضا قدتأدی حق المسجد فلایکرر فی صلوة مرتین لحدیث لایصلی بعد صلٰوة مثلها[19] رواه ابن ابی شیبة عن امیر المؤمنین الفاروق الاعظم رضی الله تعالٰی عنه من قوله وظاهر کلام الامام محمد انه عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم قال المحقق علی الاطلاق فی الفتح

ہیں، ایک توحکم منصوص سے مستفاد ہے اور وہ تخصیص غیر مقررہ امام جب محلّہ کی مسجد ہیں‌ہو، کے اعتبار سے ہے، کیونکہ مقرر اور غیر مقرر کے درمیان فرق مسجد محلّہ ہی کے اعتبار سے ہے، رہامعاملہ مساجد شوارع یاعام جامع مسجد کا تو وہاں امام مقرر نہیں ہوتا اور اگرہو بھی تواسے دوسرے پر فضیلت نہیں بلکہ اس میں تمام برابر ہیں اسی لئے وہاں کی ہر جماعت، جماعت اولٰی ہوتی ہے اور ہر جماعت میں افضل یہی ہے کہ وہ نئی اذان وتکبیر کے ساتھ ہو، اس پر خانیہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ مقرر امام یعنی جماعت اولٰی کے بعد مسجد محلّہ میں دوسرے امام کو محراب سے عدول کرناچاہئے اقول شاید اس میں پہلی کے شرف کااظہار ہے اور اس پرتنبیہ ہے کہ ہروہ شخص جوجماعت اولٰی سے مؤخر ہوجاتاہے وہ اعلٰی مقامات سے بھی مؤخر رہ جاتاہے، اور یہ بھی ہے کہ مسجد کاحق اداہوگیاتھا لہٰذا نماز میں دودفعہ تکرار اس حدیث کی بناپر "مناسب نہیں کہ نماز کے بعد اس کی مثل نہ پڑھی جائے"، ابن ابی شیبہ نے اسے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے قول کے طورپر نقل کیاہے، اور امام محمد کی عبارت سے واضح ہوتاہے کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کاارشاد عالی ہے، محقق علی الاطلاق نے فتح میں

---

[18] فتاوٰی قاضی خان فصل فی المسجد مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ ۱/۳۲

[19] مصنف ابن ابی شیبہ کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ ادارۃ القرآن الخ کراچی ۲/۳۰۲

ومحمد اعلم بذلك منا[20] هوقد حمله على الجماعة الثانية الامامان الجليلان فخر الاسلام وفخر الدين قاضی خاں قال فی البحر فالحاصل ان تكرار الصلٰوة ان كان مع الجماعة فی المسجد علی هيأته الاولٰی فمكروه[21] الخ وفی ردالمحتار عن الغنية عن البزازية عن ابی يوسف اذالم تكن علی الهيأة الاولٰی لاتكره والاتكره قال وهوالصحيح وبالعدول عن المحراب تختلف الهيأة وفيه عن التتارخانية عن الولوالجية وبه ناخذ[22] ایں تخصیص چوں مبنی بر تنصیص بود ہر دوجا اوراہیان نمود، ودر مکروہات خود سخنے درآں نفرمود بلکہ درآخرش بجملہ فاغتنم هذه الفائدة لب کشود دوم آنکہ ازحکمت وعلتش استنباط خواست و تحقیقش علی ما **اقول:** چنانست کہ معہود ومتوارث از زمان برکت توامان حضور سیدالانس والجان وعلٰی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام قیام امام درمحراب است فاماظاہر ایں سنت مقصود لعینہا نیست بلکہ لغیرہا واصل سنت توسط امام درصفت است لحکم بالغۃ سیأتیك بیان بعضھا ان شاء اللہ تعالٰی ولہذا جائیکہ قیام درمحراب

فرمایا امام محمد ہم سے زیادہ جاننے والے ہیں، دوبزرگ امام فخرالاسلام اور فخر الدین قاضی خاں نے اسے دوسری جماعت پر محمول کیا ہے۔ بحر میں ہے حاصل یہ ہے کہ اگر تکرار جماعت محلّہ کی مسجد میں پہلی حالت پر ہے تومکروہ ہے الخ ردالمحتار میں غنیہ وہاں بزازیہ سے امام ابویوسف کے حوالے سے ہے کہ جب پہلی حالت کے مطابق نہ ہو تو کراہت نہیں ورنہ کراہت ہوگی، فرمایا یہی صحیح ہے اور محراب سے عدول کرلینے سے حالت بدل جاتی ہے اور اس میں تاتارخانیہ وہاں والوالجیہ سے ہے کہ ہمارا عمل اسی پر ہے یہ تخصیص چونکہ دونوں جگہ پر نصوص فقہاء پر مبنی تھی اس لئے اس کی تصریح کردی اور مکروہات میں اس پر خود کچھ نہ فرمایا بلکہ اس کے آخر میں یہ جملہ کہہ دیا "اس فائدہ کو غنیمت جان لو،" دوسری (تخصیص) اس کی حکمت اور علت سے مستنبط ہوتی ہے اس کی تفصیل میرے نزدیک یہ ہے کہ حضور سیدالانس والجن صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات سے امام کا محراب میں کھڑا ہونا آرہا ہے لیکن ظاہر یہی ہے کہ یہ سنت بذاتہٖ مقصود نہیں بلکہ غیر کی وجہ سے مقصود ہے بلکہ اصل سنت امام کا صف کے درمیان کھڑا ہونا ہے ان عظیم حکمتوں کی وجہ سے جن میں سے بعض کا تذکرہ آرہا ہے ان شاء اللہ تعالٰی، لہٰذا وہ جگہ جہاں محراب

[20] ردالمحتار بحوالہ فتح القدیر ، باب الوتروالنوافل ، مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۱/۵۱۶
[21] بحرالرائق باب الوتروالنوافل مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۶۲
[22] ردالمحتار مطلب فی کراہیۃ تکرار الجماعۃ فی المسجد مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۱/۲۹۱

باتوسط صف بر طرف افتد اعنی جمع میان ہر دو نتواں کرد آنجا توسط صف اختیار کنند و قیام محراب راترک دہند مثلاً مسجد صیفی درجنب شتوی باشد و مردماں بکثرت گرد آمدند کہ ہر دو مسجد بصفوف صلٰوۃ یکے شد آں گاہ راامام راحکم ست کہ محراب گزاشتہ بکنار دیوار ایستد تا میانہ صفہا باشد فی ردالمحتار عن **معراج الدرایة عن مبسوط الامام بکر خواهر زاده السنة ان یقوم فی المحراب لیعتدل الطرفان ولوقام فی احدجانبی الصف یکره ولو کان المسجد الصیفی بجنب الشتوی وامتلأ المسجد یقوم الامام فی جانب الحائط لیستوی القوم من جانبیه و الاصح ماروی عن ابی حنیفة الٰی قومه قال علیه الصلٰوة والسلام توسطواالامام**[23]۔ پس ایں استدلال بحدیث وآں فرع نفیس خاصہ بعدازاں مقال کہ **السنة ان یقوم فی المحراب** وتعلیلش بآں کہ **لیعتدل الطرفان** و تعقیبش **بقول اوولوقام فی احد جانبی الصف یکره**[24] ایں ہمہ ہا دلیل روشن است برآنکہ اصل مقصود توسیط امام ست نہ نفس قیام فی المحراب

میں کھڑا ہونا اور وسط صف دونوں جمع نہ ہو سکتے ہوں تو وہاں امام وسط صف کو اختیار کرے اور محراب میں قیام کو ترک کردے مثلاً مسجد صیفی شتوی کے پہلو میں ہو اور لوگ کثیر ہوں اور دونوں مساجد کی دو صفیں ایک ہو جائیں تو امام کے لئے حکم ہے کہ وہ محراب کو چھوڑ کر دیوار کے پاس کھڑا ہو تاکہ صفوں کے درمیان ہو جائے، ردالمحتار میں معراج الدرایہ وہاں مبسوط امام بکر خواہر زادہ سے ہے کہ امام کے لئے محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے تاکہ دونوں اطراف میں برابری ہو جائے، اگر صف کی ایک جانب کھڑا ہوا تو یہ مکروہ ہے اور اگر مسجد صیفی، شتوی کے پہلو میں ہو، مسجد بھر جائے تو امام دیوار کی جانب کھڑا ہو تاکہ لوگ دونوں طرف برابر ہو جائیں اور اصح طور پر امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا امام کو درمیان میں کھڑا کرو، پس اس حدیث سے استدلال اور اس پر اس فرع کا ذکر کہ محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے، اس کی علت یہ تاکہ دونوں اطراف برابر ہو جائیں اور اس کے بعد یہ قول ذکر کرنا کہ اگر امام کسی صف کی ایک جانب کھڑا ہوا تو یہ مکروہ ہوگا،

یہ تمام کے تمام اس بات پر روشن دلیل ہیں کہ اصل مقصود امام کا درمیان میں کھڑا ہونا ہے محراب میں کھڑا ہونا مقصود نہیں،

[23] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۲/ ۴۲۰

[24] ردالمحتار باب الامامۃ مطبوعہ مصطفٰی البابی مصر ۲/ ۴۲۰

آرے غالب آنست کہ محراب مقام تعادل طرفین ست چوں صف کامل باشد خود ظاہر ست وآں گاہ بترک محراب ترک سنت مقصودہ بالفعل نقد وقت ست ورنہ درعامہ مساجد استکمال صف بہ پس آیندگاں مرجو و متوقع می باشد وزیادتش بنہجیکہ توسط موجود از ہم باشد پس ترک محراب تعرض بترک سنت و مخالف عمل امت بود واحکام فقہیہ بر امور غالبہ انسحاب یابد ازیں امر حکم بہ سنیت قیام فی المحراب کردہ اند اما اگر مسجد درجائے خامل بعید از ممر و مورد باشد کہ ہمیں چند کساں درو حاضر اند وآں بقدر زیادت اصلا متوقع نیست آں جا اگر امام راتب در گوشہ از مسجد میانہ صف موجود ایستد ظاہر مخالف سنت نباشد زیراکہ سنت قولیہ وسطواالامام خود اداشد وسنتِ فعلیہ مبتنی بر ہمیں حکمت بود واین جا از عدم توقع زیادت مذکور خود رابمعرض مخالفت افگندن لازم نیست وفعل متوارث از زمان اقدس در مسجدے ست ازا بشہر واعمر مساجد بود، ہمچو مسجدے خامل را برآں قیاس نتواں کرد وکراہت حکم شرعی ست بے دلیل شرعی رنگ ثبوت نیابد پس ظاھرًا ایں صورت نادر تر باشد این مطمح نظر علامہ شامی و ایں جملہ مطالب را باوجز کلام

ہاں اغلب یہی ہے کہ محراب ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں دونوں جانبوں میں برابری ہوتی ہے۔ جب صف مکمل ہو تو خود ظاہر ہے کہ اس وقت محراب کو چھوڑنا موقعہ پر سنت مقصودہ کو ترک کرنا یعنی وسط کا ترک لازم آئے گا، ورنہ عام مساجد میں بعد میں آنے والے حضرات سے صف کا مکمل ہونا متوقع ہوتا ہے اور صف سے زائد بھی ہوسکتے ہیں لیکن توسط موجود ہونے پر کوئی حرج نہیں پس اس صورت میں محراب کو ترک کرنا سنت کا ترک اور امت کی مخالفت ہوگی۔ اور احکام فقہیہ اکثر طور پر امور غالبہ پر جاری کئے جاتے ہیں اسی وجہ سے امام کے محراب میں کھڑے ہونے کو سنت قرار دیا گیا ہے، اب اگر بے آباد مسجد ایسی جگہ پر ہے جو گزرگاہ اور جائے وَرود سے دور ہے اس میں چند لوگ اکٹھے ہیں اب اس سے زیادہ افراد کی توقع بھی نہیں تو امام اس مسجد کے کسی کونے میں موجود صف کے درمیان کھڑا ہوسکتا ہے اور ظاہر یہی ہے کہ یہ سنت کے خلاف نہیں کیونکہ سنت قولیہ "امام کو درمیان میں کھڑا کرو" پر عمل ہو رہا ہے اور سنتِ فعلیہ بھی اسی حکمت پر مبنی ہے اور اس جگہ زیادہ کی عدم توقع سے مخالفت میں ڈالنا لازم نہیں آتا، اور آپ کی ظاہری حیات سے جو معمول چلا آرہا ہے وہ مشہور اور آباد مسجد میں ہے اس طرح کی گمنام مسجد کو اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، کراہت حکم شرعی ہے جو کسی شرعی دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہوسکتی تو ایسی صورت کا ظہور نادر تر ہے، علامہ شامی کا مطمح نظر یہی ہے اور ان تمام مطالب کو انہوں نے نہایت ہی اختصار

دریں دولفظ ادافرمود والظاھر ان ھذا فی الامام الراتب لجماعۃ کثیرۃ[25] فمعنی قولہ الامام الراتب ای امام الجماعۃ الاولٰی دون الثانیۃ وھوفی مسجد المحلۃ ظاھر وفی غیرہ کل امام لان جمیع جماعاتہ اولی فالکل فی حکم الراتب فی مسجد المحلۃ ومعنی قولہ لجماعۃ کثیرۃ ای واقعۃ اومتوقعۃ وکذا قولہ لئلا یلزم ای حالااومآلاظناواحتمالا ھذا مایعطیہ الفقہ فی تفسیر کلامہ وتبیین مرامہ واللہ تعالٰی اعلم باحکامہ لکن ازانجا کہ برخلاف تخصیص اول اینجا نصے کہ مفید اوباشد بدست نبود باستظہارخودش بودن اوتصریح نمودودرآخرامر بتأمل فرمود زیراکہ می تواند کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام رادر نفس قیام امام راتب فی المحراب حکمتے باشد پس جزم بحکم نتواں نمود کماھو داب العلماء فی امثالہم ایں راتنافی نتواں گفت کہ جائے بر منصوص ومفاد بر نصوص اقتصار ورزیدہ وجائے بہ رائے خود استظہار خصوصے وگرنمودہ نظائر ایں ترک و

کے ساتھ ان دوالفاظ میں بیان کردیا ہے "اور ظاہر یہی ہے کہ یہ مقرر امام اور جماعت کثیرہ کے لئے ہے "امام راتب سے مراد پہلی جماعت کاامام ہے دوسری کانہیں اور یہ بات مسجد محلّہ میں ظاہر ہے، اس کے علاوہ مسجد میں ہرامام مراد ہے کیونکہ وہاں کی تمام جماعتیں اولٰی ہیں لہٰذا وہاں کاہرامام مسجد محلّہ کے امام مقرر کے حکم میں ہوگا، جماعت کثیرہ سے مراد نفس الامر میں لوگ کثیر موجود ہوں یا ان کی توقع ہو اس طرح کاقول "تاکہ لازم نہ آئے" حالًا یا مآلًا، ظنًا اور احتمالًا مراد ہے جوشامی کے کلام کی تفسیر ومقصد کی تفصیل کے بارے میں عطا ہوا، اللہ تعالٰی اپنے احکام کاسب سے زیادہ عالم ہے لیکن اس وجہ سے کہ تخصیص اول کے خلاف اس جگہ کوئی ایسی نص جو انہیں مفید ہوتی ان کے ہاتھ میں نہ تھی تاکہ اپنے اظہار کی صورت میں اس کی تصریح کرتے اور آخر میں "غور کرو" فرمایا کیونکہ ہوسکتاہے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں محراب میں امام راتب کے نفس قیام میں کوئی حکمت ہو، لہٰذا اس پر جزمًا حکم جاری نہیں کیا، علماء کا ایسے مقامات میں بحث کایہی طریقہ رہاہے۔ تواسے منافات نہیں کہہ سکتے ایک جگہ پر حکم منصوص اور نصوص سے مستفاد پر منحصرًا ہے اور دوسری جگہ خود اپنی رائے کااظہار ہے اس ترک و

---

[25] ردالمحتار، باب الامامۃ، مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۲۰

اظہار واقتصار واستظہار در کلام شراح ومحشین وخود علامہ شامی بوفور یافتہ می شود فانھم اذا لم یجزموا بما استظھر والم یتأت لھم المشی علیه وانما یمشون علی المنصوص وینقطعون الیه ویقفون لدیه۔

اما تحقیق کلام در تفسیر واحکام محراب وقیام **فاقول:** وباللّٰه التوفیق وبه الاعتصام حضرت عزہ منزہ از صورت جلت آلاہ وتوالت نعماؤہ دریں عالم ہر شیئ را صورتے دادہ است وہر صورت راحقیقتے شہادت شرع مطہر درغالب احکام مطمح نظر حقیقت شیئ راداشت وصورت رانیز مہمل نگزاشت اے بسا احکام کہ تنہا برصورت میرودوگاہے مجموع حقیقت وصورت بہیات اجتماعیہ ملحوظ می شود وکل ذلك جلی عند فضلکم لایخفی علی مثلکم پس چنانکہ مسجد راحقیقتے ست وآں بقعہ مخصوصہ موقوفہ للصلوٰۃ مفرزۃ فی جمیع الجہات عن حقوق العباد ست کہ ہیچ بنائے عمارت رادر سنخ ماہیتش مدخلے نیست فی الخانیة وفی الھندیة عن الذخیرۃ عن الواقعات للامام الصدر الشہید رجل له ساحة لابناء

اظہار اور اقتصار واستظہار کے متعدد نظائر شارحین ومحشین اور خود علامہ شامی کے ہاں کثرت کے ساتھ موجود ہیں کیونکہ جب تک فقہاء کو اپنی رائے پر جزم نہ ہو وہ اس پر عمل نہیں کرسکتے وہ احکام منصوصہ پر چلتے ہیں انہیں کی طرف انقطاع اوررجوع کرتے ہیں اورانہیں پر گامزن ہوجاتے ہیں۔

اب رہ گیا معاملہ محراب وقیام کے احکام وتفسیر کا تواللہ کی توفیق اور اس کے سہارے سے **میں کہتاہوں** اس ذات اقدس نے جوصورت سے منزہ ہے اس کی قدرتیں اور نعمتیں مسلسل ہیں اس کائنات میں ہر شی کو اس نے صورت بخشی ہے اور ہرصورت کوایک حقیقت دے رکھی ہے شریعت مطہر کے احکام میں مطمح نظر اغلب طور پر شے کی حقیقت ہے لیکن صورتِ شئے کو بھی بے فائدہ نہیں چھوڑا، بہت دفعہ احکام صورت پرجاری ہوتے ہیں اور بعض اوقات حقیقت وصورت دونوں کے مجموعہ پر بحیثیت اجتماعی احکام لاگو ہوتے ہیں، فاضل لوگوں کے ہاں یہ نہایت ہی واضح اور آپ جیسے لوگوں سے مخفی نہیں جیساکہ مسجد کی حقیقت ہے جس سے مراد وہ بقعہ ہے جو نماز کے لئے مخصوص ووقف شدہ ہو اور ہرلحاظ سے بندوں کے حقوق سے علیحدہ کیاگیاہو اس کی حقیقت میں عمارت کا کوئی دخل نہیں، خانیہ اور ہندیہ میں ذخیرہ سے وہاں امام صدرالشہید کے واقعات کے حوالے سے ہے کہ ایک آدمی کی کھلی جگہ تھی جس میں کوئی

فیھا امر قوما ان یصلوافیھا ابداوامرھم بالصلوٰۃ مطلقا ونوی الابد صارت الساحۃ مسجدا لومات لایورث عنہ[26] ھ مختصرا درآیہ کریمہ ··یَعۡمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ····للّٰہِ[27] وکریمہ ·· ··وَ·····عٰکِفُوۡنَ··الۡمَسٰجِدِ·[28] وحدیث خیر البقاع المساجد شر البقاع الاسواق[29] رواہ الطبرانی وابن حبان والحاکم بسند صحیح عن ابن عمر ومعناہ لمسلم عن ابی ھریرۃ ولاحمد والحاکم عن جبیربن مطعم رضی اللہ تعالٰی عنہم عن النبی صلی اللہ تعالٰی عنھم عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وحدیث لاصلوٰۃ لجارالمسجد الافی المسجد[30] رواہ الدارقطنی عن جابر وابی ھریرۃ وفی الباب عن امیرالمؤمنین علی وعن ام

تعمیر نہ تھی اس نے لوگوں سے کہا یہاں تم ہمیشہ نماز پڑھا کرو یا صرف مطلق نماز کا حکم کیا اور ہمیشگی کی نیت کی تو یہ جگہ مسجد قرار پائے گی اب وہ شخص اگر فوت ہوجاتا ہے تو اس کے ورثا اس زمین کے مالک نہ ہوں گے اھ آیت مبارکہ "اللہ کی مساجد وہی تعمیر کرتے ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں"۔ آیت کریمہ "جب تم مساجد میں معتکف ہو تو اپنی بیویوں سے مباشرت نہ کرو" اور یہ حدیث کہ "سب سے اعلٰی جگہ مساجد ہیں اور بدتر جگہ بازار ہیں"۔ اسے طبرانی، ابن حبان اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے اور مسلم نے اسی معنی کی روایت حضرت ابوہریرہ سے امام احمد اور حاکم نے حضرت جبیر بن مطعم سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔ یہ اور حدیث کہ "مسجد کے پڑوسی کی نماز مسجد کے علاوہ نہیں"۔ اسے دار قطنی نے حضرت جابر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے، اس سلسلہ میں امیر المومنین

---

[26] فتاوٰی ہندیہ باب المسجد ومایتعلق بہ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور ۲/۴۵۵

[27] القرآن ۹/۱۸

[28] القرآن ۲/۱۸۷

[29] مجمع الزوائد بحوالہ طبرانی عن ابن عمر باب فضل المسجد مطبوعہ دارالکتاب بیروت ۲/۶، الجامع الصغیر حدیث ۴۰۰۲ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۳/۴۷۰، کنزالعمال فضائل المسجد مطبوعہ مکتبۃ التراث الاسلامی مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۷/۵۲-۶۵۸

[30] سنن الدار قطنی کتاب الصلوٰۃ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان ۱/۴۲۰

المؤمنین الصدیقة رضی الله تعالٰی عنهم کلهم عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم۔
واکثر احادیث واحکام فقہیہ متعلقہ بمساجد نظر اصلی یا کلی بہمیں حقیقت است واورا صورتے ست کہ عبارت از بنائے مخصوص بروجہ مخصوص درآیہ کریمہ
·لَوۡ··فۡعُ اللّٰہِ ا········ا···
·····مَسٰجِدُ···ا· اللّٰہِ·ا· [31] وکریمه ·الَّذِیۡنَ ا·وۡا مَسۡجِدًا ضِرَارًا·ا [32] وحدیث ابنوا المساجد واتخذوها جمّا [33] رواه البیهقی عن انس وابن ابی شیبة عنه و عن ابن عباس رضی الله تعالٰی عنهم عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم وحدیث مااُمرت بتشیید المساجد [34] رواه ابوداؤد عن ابن عباس رضی الله تعالٰی عنهما بسند صحیح عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم۔ ومسئلہ نقش ونگار مسجد بآب زروغیرہا مراد ہمیں صورت

حضرت علی اور ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیاہے۔ یہ تمام اوردیگر احادیث اور احکام فقہیہ کا تعلق بنظر اصلی یا کلی مسجد کی حقیقت کے ساتھ ہے البتہ مسجد کی ایک صورت ہوتی ہے جو بنائے مخصوص بروجہ مخصوص سے عبارت ہے، درج ذیل آیات اور احادیث میں یہی صورت مراد ہے "اگر اللہ تعالٰی بعض کو بعض کے ذریعے دفع نہ کرتا تو یہود ونصارٰی کی عبادت گاہیں اور مساجد گرادی جاتیں جن میں اللہ کا ذکر کثیر کیاجاتاہے" "وہ لوگ جنہوں نے مسجد ضرار کو بنایا، اور حدیث "مساجد مُنڈی بناؤ اور ان میں کِنگرے نہ رکھو"۔ اسے بیہقی نے حضرت انس اور ابن شیبہ نے ان سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہم سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا، حدیث "مجھے مساجد مزیّن کرنے کا حکم نہیں دیاگیا" اسے ابوداؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے صحیح سند کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے بیان کیا۔ مسجد کو سونے کے پانی کے ساتھ نقش ونگار کرنے کا تعلق صورتِ مسجد کے ساتھ

[31] القرآن ۲۲/۴۰
[32] القرآن ۹/۱۰۷
[33] السنن الکبرٰی للبیہقی باب کیفیة بناء المسجد مطبوعہ دار صادر بیروت ۲/۴۳۹
[34] السنن ابوداؤد باب فی بناء المسجد مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۶۵

ست، ہمچناں محراب صورتے دارد وآں طاق معین در جدار قبلہ است وحقیقتش کہ ایں صورت برآں علم باشد موضعے ست از مسجد برائے قیام امام ملحوظ بدو لحاظ یکے آنکہ درعرض مسجد (کہ خط عمود است برخط مار از مصلی بقبلہ چنانکہ در دیارِ ماجنوبًا شمالًا) واقع در وسط بود لحدیث وسّطوا الامام وسُدّوا الخلل[35] رواہ ابوداؤد عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وحکمت درآں تعدیل واعتدال درقرب وبُعد رجال وسماع قرأت واطلاع انتقال وسریان فیوض بہ یمین و شمال ازامام ست دوم آنکہ درجہت قبلہ تاحد تیسر شرعی وعادی ہرچہ تمام تراقرب بقبلہ باشد لحدیث کان بین مصلی رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وبین الجدار ممر الشاۃ[36]، رواہ الائمۃ احمد والشیخان عن سھل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ وحدیث لایزال قوم یتأخرون حتی

ہی ہے۔ اسی طرح محراب کی ایک صورت ہے کہ وہ طاق جو قبلہ کی دیوار میں ہوتا ہے اور اس کی حقیقت جس پر یہ صورت علامت ہے وہ جگہ ہے جو قیام امام کے لئے دو لحاظ سے ہو، اس میں ایک لحاظ یہ ہو کہ عرض مسجد میں (کہ گزرنے والے خط پر خط عمود ہو جو نمازی سے قبلہ کی طرف گزرنے والے خط پر جیسا کہ ہمارے علاقے میں جنوبًا شمالًا) وسط میں واقع ہے اس حدیث کی وجہ سے کہ "امام کو درمیان میں کھڑا کرو اور صفوں کے رخنے بند کرو" اسے ابوداؤد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا ہے، اور اس میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کے قرب وبعد میں برابری ہو تاکہ قرأت سننے، امام کے اوپر نیچے انتقال پر اطلاع اور دائیں بائیں لوگوں پر فیضان میں آسانی ہو جائے، دوسرا لحاظ یہ کہ جہت قبلہ میں ہو تاکہ حد شرعی وعادی تمام تر قبلہ سے اقرب ہو اس حدیث کی بنا پر کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے مصلّی اور دیوار کے درمیان بکری کے گزرنے کی جگہ ہوتی، اسے امام احمد، بخاری ومسلم نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا، اور یہ حدیث کہ "ہمیشہ لوگ پیچھے ہوتے رہیں گے حتّٰی کہ

---

[35] سنن ابوداؤد مقام الامام فی الصّف مطبوعہ آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۹۹

[36] صحیح البخاری باب قدر کم ان ینبغی ان یکون بین المصلی والسترہ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ پشاور ۱/۷۱

یؤخرھم اللہ عزوجل[37] رواہ مسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ عن ابی سعید رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم وحدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ لایصلین احدکم وبینہ وبین القبلۃ فجوۃ[38] رواہ عبدالرزاق فی مصنّفہ، پس حکمت دروے توسیع برائے مقتدیاں وپس آیندگاں و عدم تضییق برذاکراں وگزرندگاں وعدم تعطیل پارہ از قبلہ مسجد باہمال آں وتفاؤل حسن بقرب رحمت ونزدیکی رحمان ست جل وعلی فان احدکم اذاقام فی صلوتہ فانہ یناجی ربہ وان ربہ بینہ وبین القبلۃ[39] کمارواہ الشیخان وغیرھما عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پیداست، وتعین ایں موضع رابطاق معروف بلکہ بہ ہیچ بناہر گز نیاز نیست تاآنکہ اگر مسجد ساحتے سادہ باشد ایں موضع بتعیین وتحدید اوخود متعین می شود درزبان عرب نیز معنی محراب باصورت طاق جفت نیست عرباں ہر مکان رفیع وصدرِ	اللہ تعالٰی انہیں مؤخر فرمادے گا"۔ اسے مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا۔ حضرت ابن سعد کی یہ حدیث کہ "تم میں ہر گز کوئی نماز اس طرح ادا نہ کرے کہ اس کے اور قبلہ کے درمیان بیکار خالی جگہ رہے"اسے عبدالرزاق نے مصنّف میں ذکر کیا ہے، اس میں مقتدیوں اور بعد میں آنے والوں کے لئے وسعت، ذاکرین اور گزرنے والوں کے لئے عدم تنگی، مسجد کے قبلہ کی جانب کسی گوشے کا مہمل نہ ہونا، اللہ تعالٰی کے قربِ رحمت کے لئے نیک فال ہے کیونکہ جب کوئی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب سے سرگوشی کررہا ہوتا ہے اس نمازی اور قبلہ کے درمیان اس کا رب ہوتا ہے جیسا کہ بخاری و مسلم وغیرہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ذکر کیا، محراب کو طاق معروف یا کسی اور تعمیر کی حاجت نہیں بلکہ اگر مسجد سادہ میدان ہو تو بھی مسجد کی حدود خود بخود متعین ہوجاتی ہیں اور عربی زبان میں محراب کا اطلاق صرف طاق پر ہی نہیں ہوتا بلکہ ہر بلند جگہ، صدر مجلس اور گھر کی اعلٰی جگہ کو محراب کہا جاتا ہے

[37] صحیح مسلم باب تسویۃ الصفوف واقامتہا مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۱۸۲

[38] المصنف لعبدالرزاق نمبر ۲۳۰۶ باب کم یکون بین الرجل وبین سترتہ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی ۲/ ۱۶

[39] صحیح البخاری حک البزاق بالید من المسجد مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۵۸

مجلس واشرف مواضع بیت رامحراب نامند لانه ممایتنافس فیه ویتنازع علیه فربما ادی الی حرب وقتال وفی الحدیث اتقوا هذه المذابح یعنی المحاریب[40] رواه الطبرانی فی الکبیر والبیهقی فی السنن عن عبدالله بن عمرو بن العاص رضی الله تعالٰی عنهما عن النبی صلی الله تعالٰی علیه وسلم ،قال المناوی فی التیسرای تجنبوا تحری صدور المجالس یعنی التنافس فیها[41] ومحراب مسجد حسب تصریح ائمہ لغت وتفسیر ازہمیں معنی ماخوذ ست لانه صدر المقام ومقدمه واشرف موضع فیه لکونه مقام الامام اوسط قطعة تلی القبلة لاجرم محراب رابمطلق مقام فی المسجد تفسیر کردہ اندر مجمع بحارالانوار ست دخل محرابالهم هو الموضع العالی المشرف وصدر المجلس ایضا ومنه محراب المسجد وهو صدره واشرف موضع فیه ومنه[42] ح انس کان یکره المحاریب ای لم یکن یحب ان یجلس فی صدر المجلس ویترفع علی الناس درقاموس فرمود المحراب الغرفة وصدر البیت واکرم

کیونکہ اس میں ایک دوسرے پر رشک کرتے اور اس حصول میں جھگڑتے ہیں بسااوقات جنگ وقتال تک نوبت جا پہنچتی ہے، اور حدیث میں ہے ان مذابح یعنی محرابوں سے بچو، اسے طبرانی نے کبیر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما سے انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کیا، شیخ مناوی نے تیسیر میں فرمایا یعنی صدورِ مجالس کی تلاش سے بچو یعنی اس میں تنافس سے بچو، ائمہ لغت وتفسیر کی تفسیر کے مطابق مسجد کا محراب بھی اسی معنی سے ماخوذ ہے کیونکہ یہ صدر مقام اور اعلٰی جگہ ہوتی ہے اس لئے کہ امام کی جگہ قبلہ سے متصل سب سے وسط میں ہے اسی لئے محراب کی تفسیر مسجد میں مطلق مقام سے کی ہے، مجمع بحارالانوار میں ہے وہ ان کے محراب میں داخل ہوا اور وہ محراب بلند و عالی جگہ ہے، صدر مجلس کو بھی کہا جاتا ہے اسی سے محراب مسجد ہے اور یہ صدر اور اعلٰی جگہ ہے، اسی پر حدیث دال ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ محاریب کو پسند نہ کرتے یعنی لوگوں پر بلند اور صدر مجلس کے طور پر بیٹھنا پسند نہ کرتے۔ قاموس میں ہے محراب المباری، صدر گھر، گھر کا اعلٰی مقام،

---

[40] السنن الکبرٰی للبیہقی باب فی کیفیۃ بناء المسجد مطبوعہ دار صادر بیروت ۴۳۹/۲

[41] فیض القدیر شرح الجامع الصغیر تحت حدیث ۱۵۲ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۴/۱

[42] مجمع بحارالانوار باب الحاء مع الراء مطبوعہ منشی نولکشور لکھنؤ ۲۴۹/۱

مواضعه ومقام الامام من المسجد و الموضع ينفرد به الملك فيتباعد عن الناس[43] در مختار رازی منتخب صحاح ست المحراب صدر المجلس ومنه محراب المسجد[44] در صراح ست محاريب پیشگاہ ہائے مجالس ومنه محراب المسجد[45] در مصباح المنیر ست المحراب صدر المجلس ويقال هو اشرف المجالس وهو حيث يجلس الملوك والسادات و العظماء ومنه محراب المصلى[46] در تاج العروس ست المحراب الغرفة وموضع العالى نقله الهروى فى غريبيه عن الاصمعى وقال الزجاج المحراب ارفع بيت فى الدار وارفع مكان فى المسجد وقال ابوعبيدة المحراب اشرف الاماكن قال ابن الانبارى سمى محراب المسجد لانفراد الامام فيه وبعده من القوم[47] وفى لسان العرب المحاريب صدورالمجالس ومنه محراب المسجد ومنه محاريب غمدان باليمن والمحراب القبلة ومحراب	مسجد میں امام کی جگہ، اور اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں بادشاہ تنہا بیٹھتا ہو تاکہ لوگ دُور رہیں، مختار رازی منتخب صحاح میں ہے کہ محراب صدر مجلس کو کہا جاتا ہے، اور اسی سے محراب مسجد ہے۔ صراح میں ہے محاریب مجالس کی اگلی جگہ، اسی سے محراب مسجد ہے۔ مصباح المنیر میں ہے محراب مجلس کے لئے اونچی جگہ کو کہا جاتا ہے وہ اعلیٰ جگہ ہے کہ وہاں بادشاہ، سادات اور بڑے لوگ بیٹھتے ہیں، اسی سے عیدگاہ کا محراب ہے۔ تاج العروس میں ہے لفظ محراب کو ہروی نے غریب میں اصمعی سے نقل کیا، اور زجاج نے کہا کہ گھر کا سب سے بلند مقام محراب کہلاتا ہے اور مسجد میں بلند جگہ۔ ابوعبیدہ نے کہا محراب بزرگ جگہ ہے۔ ابن الانباری کہتے ہیں کہ محراب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں امام اکیلا کھڑا ہوتا ہے اور لوگوں سے دور ہوتا ہے۔ لسان العرب میں ہے کہ محاریب سے مراد جائے صدور ہے اسی سے محراب مسجد ہے، اسی سے محراب مسجد ہے، اسی سے یمن میں غمدان کے محراب اور محراب قبلہ ہے،

[43] القاموس باب الباء فصل الحاء مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۵۵
[44] الصحاح باب الباء فصل الحاء مطبوعہ دارالعلم للملایین بیروت ۱/۸۸
[45] الصراح باب الباء فصل الحاء مطبوعہ مجیدی کانپور ص ۲۴
[46] مصباح المنیر تحت لفظ الحرب مطبوعہ منشورات دارالہجرۃ قم ایران ۱/۱۲۸
[47] تاج العروس فصل الحاء من باب الباء مطبوعہ احیاء التراث بیروت ۱/۲۰۷

المسجد ایضاً صدورہ واشرف موضع فیہ والمحراب اکرم مجالس الملوك عن ابی حنیفة،وقال ابوعبیدة المحراب سیّد المجالس ومقدمها واشرفها قال وکذلك هو من المساجد[48] ھ ملخصًا۔ درمعالم التنزیل فرمود المحراب اشرف المجالس ومقدمها وکذلك هو من المسجد[49] درانوارالتنزیل ست (المحراب) ای الغرفة اوالمسجد اواشرف مواضعه ومقدمها سمی به لانه محل محاربة الشیطان کانها (ای سیدتنا مریم) وضعت فی اشرف موضع من بیت المقدس[50] درشرح او عنایہ القاضی ست ذکرالمحراب معانی المشهور منها الاخیر ولذااقتصر علیه اخیرافی قوله کانها[51] الخ درجلالین ست(المحراب) الغرفة وهی اشر المجالس[52] درتفسیر کبیر ست المحراب الموضع العالی الشریف وقیل المحراب اشرف المجالس	مسجد کا محراب بھی اس کی اعلٰی واشرف جگہ ہوتی ہے، یہ امام ابوحنیفہ سے ہے۔ابوعبیدۃ کہتے ہیں کہ محراب مجالس کی اعلٰی واشرف جگہ ہوتی ہے اور اسی طرح مساجد کے محراب ہیں اھ تلخیصًا۔ معالم التنزیل میں ہے محراب سے مراد مجالس کی اعلٰی اور مقدم جگہ ہے اور مسجد میں بھی محراب کا معاملہ ایسا ہی ہے۔ انوارالتنزیل میں ہے (محراب یعنی کمرہ یا مسجد یا کمرہ ومسجد کی اعلٰی واشرف جگہ مراد ہے یہ نام رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ شیطان سے محاربہ کی جگہ ہوتی ہے گویا (سیّدہ مریم علیہا السلام) بیت المقدس کی اعلٰی جگہ پر پیدا ہوئیں، اس کی شرح عنایۃ القاضی میں ہے کہ محراب کے متعدد معانی ہیں ان میں سے مشہور آخری ہے اسی لئے ماتن نے اس آخری معنی پر "کانها وضعت الخ" کے الفاظ سے اقتصار کیا۔ جلالین میں ہے (محراب) کمرہ، یہ مجالس کی اعلٰی جگہ ہوتی ہے۔ تفسیر کبیر میں ہے محراب سے مراد بلند واعلٰی جگہ ہے، بعض کے نزدیک مجالس کے لئے

[48] لسان العرب فصل الحاء المہملہ مطبوعہ دار صادر بیروت ۱/۳۰۵

[49] معالم التنزیل علی ہامش الخازن سورہ آل عمران مطبوعہ مصطفی البابی بیروت ۱/۳۴۲

[50] انوار التنزیل (بیضاوی) سورہ آل عمران مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۲/۸

[51] حاشیۃ الشہاب المعروف عنایۃ القاضی سورہ آل عمران مطبوعہ دار صادر بیروت ۳/۳۳

[52] تفسیر جلالین سورہ آل عمران مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱/۴۸

وارفعها[53] درکشاف ست غرفة وقیل اشرف المجالس ومقدمها [54]این ست معظم عبارات ائمہ فن کہ ازہمان نفس موضع نشان می دہدہ از صورت طاق وچسپاں ازونشان دہند کہ اوخودحادث ست درمساجد قدیمہ تاسال ہشتاد وہشت ہجری نامے ازاں نبود افضل المساجد مسجد الحرام ہنوزازان خالیست ودرمسجد اکرم سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نیز نہ بزمان اقدس بودنہ بعہد خلفائے راشدین نہ بعہد امیر معاویہ وعبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہم اجمعین بلکہ ولید بن عبدالملک مروانی زمانہ امارتِ خوداحداث کردہ است ومانا کہ حامل برآں غیر زینت اعلام مقام امام بعلامتے ظاہرہ متبینہ باشد کہ درتوسط صف خاصہ بمساجد کبارحاجت بنظروآزمودن نیفتدوبشب نیزبے روشنی مدرک شودوبرائے مقتدیاں بسجدہ امام درطاق فراخی فراغے ہم نماید چوں کار مشتمل مصالح بودرواج گرفت وزاں بازدرعامہ بلاداسلام معہود شد پس اطلاق محراب برآں نام مُعَیَّن برائے مُعَیِّن ست اعنی تسمیۃ الدال باسم المدلول سید سمہودی عــہ

عــہ بتصریحات ھؤلاء الکبراء رحمھم اللہ

اعلٰی وارفع جگہ ہے۔ کشاف میں ہے محراب کا معنی کمرہ، بعض کے نزدیک مجالس کے لئے اعلٰی واشرف جگہ مراد ہوتی ہے۔ محراب کے بارے میں یہ ہیں تمام ائمہ فن کی عبارات جن سے واضح ہورہاہے کہ اس سے مراد جگہ ہے طاق وغیرہ کی صورت کا نام نہیں بلکہ اٹھاسی ۸۸ ہجری سے پہلے مساجد قدیمہ میں اس کا وجود نہ ہوتا تھا سب سے افضل مسجد مسجد حرام اس سے اب تک خالی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ظاہری حیات، خلفاء راشدین، امیر معاویہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہم کے دور میں مسجد نبوی میں صورت محراب نہیں تھی بلکہ ولید بن عبدالملک مروانی نے اپنے دورامارت میں محراب بنایا اور یہ تسلیم ہے کہ زینت کے علاوہ امام کی جگہ پر علامت کے طور پر محراب کا ہونا بہتر ہے خصوصا بڑی مساجد میں تاکہ ہر دفعہ غوروفکر نہ کرنا پڑے اور رات کو بغیر روشنی کے امام کو پایا جاسکے اور امام کے محراب میں سجدہ کی وجہ سے مقتدیوں کو وسعت بھی مل جاتی ہے تو جب محراب میں یہ مصالح تھے تو اس کا رواج ہوگیا اور تمام بلاد اسلامیہ میں یہ معروف ہواتو یہ یہاں مدلول کا نام دال کو دیا گیا ہے۔ سیّد سمہودی قدس سرہ، نے

اکابر رحمہم اللہ تعالٰی کی ان تصریحات سے یہ بات (باقی برصفحہ آئندہ)

[53] التفسیر الکبیر سورہ آل عمران میں مذکور ہے مطبوعہ البہیۃ المصریۃ مصر ۸/ ۳۱

[54] تفسیر الکشاف سورہ آل عمران میں مذکور ہے مطبوعہ انتشارات آفتاب تہران ایران ۱/ ۴۲۷

قدس سرہ در خلاصہ الوفا در فصل ہشتم باب چھارم فرماید یحیی عن عبدالمھیمن بن عباس عن ابیہ مات عثمٰن ولیس فی المسجد شرفات ولامحراب فاول من احدث المحراب والشرفات عمربن عبدالعزیز[55] ہمدر فصل دوم ازاں فرمودِ لم یکن للمسجد محراب فی عھدہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ولافی عھدالخلفاء بعدہ حتی اتخذعمربن عبدالعزیزفی امارۃ الولید[56] امام عسقلانی درفتح الباری شرح صحیح بخاری آورد قال الکرمانی من حیث انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یقوم بجنب المنبرای ولم یکن لمسجدہ محراب[57] امام عینی درعمدۃ القاری شرح بخاری فرمود	خلاصۃ الوفا کے باب چہارم کی آٹھویں فصل میں فرمایا یحیٰی نے عبدالمہیمن بن عباس انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ شہید ہوئے تو مسجد میں کنگرے اور محراب نہ تھے سب سے پہلے محراب اور کنگرے بنانے والے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں، اسی کی دوسری فصل میں ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ظاہری حیات اور خلفائے راشدین کے دور میں محراب نہ تھا حتی کہ امارتِ ولید بن عبدالملک میں عمر بن عبدالعزیز نے بنوایا۔ امام عسقلانی فتح الباری شرح البخاری میں فرماتے ہیں کہ امام کرمانی نے لکھا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منبر کی ایک جانب کھڑے ہوتے یعنی اس وقت مسجد میں محراب نہ تھا۔ امام عینی نے عمدۃ القاری شرح البخاری میں فرمایا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ)

تعالٰی ظھران ماوقع فی الفتح مسألۃ القیام فی الطاق انہ نبی فی المساجد المحاریب من لدن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[58] ھ سھو فلیتنبہ ۱۲منہ غفرلہ(م)

واضح ہو گئی کہ فتح القدیر میں امام کے محراب میں کھڑا ہونے کے بیان میں جو کہا گیا کہ یہ محراب مساجد میں رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ظاہری حیات سے ہیں سہو وبھول ہے اھ اس پر متنبہ رہنا چاہئے ۱۲منہ غفرلہ (ت)

---

[55] وفاء الوفاء الفصل السابع عشر مطبوعہ احیاء التراث بیروت ۲/ ۵۲۵

[56] وفاء الوفاء محراب المسجد النبوی وتی صنع مطبوعہ احیاء التراث بیروت ۱/ ۳۷۰

[57] فتح الباری شرح بخاری قدر کم ینبغی ان یکون بین المصلی والسترۃ مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۲/ ۱۲۱

[58] فتح القدیر باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۰

انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یقوم بجنب المنبر لانہ لم یکن لمسجدہ محراب[59]علامہ شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز در جذب القلوب شریف فرماید درزمان آں سرور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم علامت محراب کہ الآن در مساجد متعارف ست نبود ابتدائے آں ازوقت عمر بن عبدالعزیزست درو قتیکہ امیر مدینہ منورہ بود از جانب ولید بن عبدالملک اموی [60] اھ ہمدرآن ست طول مسجد درزمان ولید دویست ذراع بود وعرض آں یکصد وشصت ہفت ذراع ووی در تکلف وتصنّع عمارت باقصی الغایۃ کوشید وعلامت محراب کہ الآن در مساجد متعارف ست اوساخت وپیش ازاں نبود [61] اھ مختصرًا ازیں تقریر منیر مستنیر شد کہ ہیچ مسجد شتوی خواہ صیفی تاآنکہ بقعہ سادہ موقوفہ للصلوٰۃ نیزاز محراب حقیقی تہی نتواں بودوہمون ست مقام امام متوارث اززمان امام الانام علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام پس جائیکہ قیام امام فی المحراب راسنت گفتہ اند مراد ہمین ست ونہ قیام در محراب صوری یا بازآئے آن کہ اوخود درزمان سنت بودو جائیکہ	حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منبر کے پہلو میں قیام فرماتے کیونکہ اس وقت مسجد میں محراب نہ تھا۔ علامہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز جذب القلوب میں فرماتے ہیں یہ محراب جوآج متعارف ہے رسالت مآب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں نہ تھا اس کی ابتداء ولید بن عبدالملک اُموی کے دور میں عمر بن عبدالعزیز نے کی، جبکہ وہ مدینہ طیبہ کے گورنر تھے۔ اور اسی میں ہے کہ ولید مسجد کا طول چالیس ۴۰ ہاتھ اور عرض ایک ۱۶۷ سو سڑسٹھ ہاتھ تھا اور عمارت بنانے میں تکلف وتصنع سے انہوں نے کام لیا اور علامت محراب جوآج کل مساجد میں متعارف ہے اس دور میں نہ تھا اھ المختصر اس پرنور تقریر سے یہ بات آشکارا ہوگئی کہ کوئی بھی مسجد خواہ شتوی ہو یا صیفی جب سے وہ وقف ہوئی ہے وہ محراب حقیقی سے خالی نہیں ہوتی اور یہی وہ مقام ہے جو امام الانام علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات سے امام کی جگہ بنتا رہا لہٰذا جس جگہ بھی علماء نے امام کے محراب میں کھڑے ہونے کو سنت کہا ہے وہاں یہی محراب حقیقی مراد ہے نہ کہ محراب صوری میں قیام مراد ہے یا اس کے برابر جو اس وقت

[59] عمدۃ القاری شرح بخاری قدر کم ینبغی ان یکون بین المصلی والسترۃ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۴ /۲۸۰
[60] جذب القلوب الٰی دیار المحبوب باب ششم دربیان عمارت مسجد شریف نبوی مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ چوک دار لگراں لاہور ص ۷۳
[61] جذب القلوب الٰی دیار المحبوب باب ہفتم دربیان تغیرات وزیادات کہ بعد از وصلت الخ مطبوعہ مکتبہ نعیمیہ چوک دار لگراں لاہور ص ۸۸

مکروہ گفتند مراد در محراب صوری استادن ست بوجہیکہ پائے اندر قضائے او باشد بدلیل وآں اشتباہ حال امام ست بر قولے وتشبّہ بہ یہود وشبہ اختلاف مکان بر قول اصح ووجہ اطلاق محمد۔

اقول: وفی تعلیل الاشتباہ نظرواشتباہ فانہ لایحصل غالبا الااذازداد طول الصف وھو یحصل بدون القیام فی المحراب بل مع عدم المحراب والبناء اصلا وایضا ان ارید اطلاع الکل بنظرنفسہ فان النظرلہ حدلایتجاوزہ فکما یعجز عند قیام الامام فی المحراب لبعد ما یعجز ایضا بدونہ علی بعد اخر وان اکتفی بالاطلاع ولوبواسطۃ من معہ فی الصلٰوۃ فلامعنی للاشتباہ بالقیام فی المحراب ولاشك ان الاخیرھوالمعتبر والالم یکن لکل من بعد الصف الاول بدمن الاشتباہ ولالمن فی طرفی الاول علی بعد

بھی سنت تھا، اور جہاں علماء نے محراب میں امام کے قیام کو مکروہ قرار دیا ہے وہاں محراب صوری میں کھڑا ہونا ہے اس طریقہ پر کہ اس کے پاؤں محراب کے اندر ہوں، اس پر دلیل، ایک قول کے مطابق امام کے حال کا مشتبہ ہونا اور ایک قول پر یہود کے ساتھ تشابہ، لیکن اصح قول کے مطابق مکان کا مختلف ہو جانا ہے اور ایک وجہ امام محمد کے قول کا اطلاق ہے۔

اقول: مشتبہ ہونے کی علت میں نظر واشتباہ ہے کیونکہ یہ اکثر طور پر حاصل نہیں ہوتا مگر اس صورت میں جب صف زیادہ لمبی ہو اور یہ اشتباہ قیام فی المحراب کے بغیر بھی حاصل ہو جاتا ہے بلکہ اس وقت بھی جب محراب اور عمارت نہ ہو اور یہ بھی معاملہ ہے کہ کیا تمام مقتدیوں کا امام کو اپنی اپنی آنکھوں سے دیکھنا ضروری ہے کیونکہ نظر کی ایک حد ہے جس سے متجاوز نہیں ہوتی، تو جس طرح محراب کے اندر کھڑے ہونے پر امام کے بُعد کی وجہ سے وہ نظر نہیں آتا اس طرح اس کے بغیر بھی بعد کی وجہ سے ممکن ہے کہ وہ نظر نہ آئے اور اگر محض اطلاع کافی ہے خواہ وہ بالواسطہ کسی مقتدی کے ذریعے ہو تو محراب میں کھڑے ہونے سے اشتباہ کا پیدا ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا، اور بلاشبہ آخری بات (وجہ) ہی معتبر ہے ورنہ ہر وہ شخص جو صف اول کے بعد والی صف میں ہو اسے اشتباہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اسی طرح

يمنع النظر الابالتفات عن القبلة دررالمحتار ست صرح محمد فى الجامع الصغير بالكراهة ولم يفصل فاختلف المشائخ فى سببها فقيل كونه يصير ممتازاعنهم فى المكان المحراب فى معنى بيت اٰخر وذلك صنيع اهل الكتب واقتصر عليه فى الهداية و اختاره الامام السرخسى و قال انه الاوجه وقيل اشتباه حاله على من فى يمينه ويساره فعلى الاول يكره مطلقا وعلى الثانى لايكره عندعدم الاشتباه وايدالثانى فى الفتح بان امتياز الامام فى المكان مطلوب وتقدمه واجب وغاية اتفاق الملتين فى ذلك وارتضاه فى الحلية وايده لكن نازعه فى البحر بان مقتضى ظاهر الرواية الكراهة مطلقا بان امتياز الامام المطلوب حاصل بتقدمه بلاوقوف فى مكان اٰخر ولهذا قال فى الولوالجية وغيرها اذا لم يضق المسجد	اس کو بھی جو صف اول کے اطراف میں اتنا دور کھڑا ہو کہ نظر سے دیکھ نہ پائے۔ اشتباہ کو دور کرنے کے لئے ان کو اپنے قبلہ سے انحراف ضروری ہوگا۔ ردالمحتار میں ہے کہ امام محمد نے جامع صغیر میں اس محراب میں ہونے پر کراہت کا حکم لگایا ہے اور کوئی تفصیل نہیں دی اس لئے سبب کے بیان میں مشائخ کا اختلاف ہوا، ایک یہ ہے کہ امام ایسی صورت میں ممتاز ہو کر یوں ہوجاتا ہے جیسے وہ کسی دوسرے کمرے میں ہے اور یہ اہل کتاب کا طریقہ ہے۔ ہدایہ میں اسی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ امام سرخسی نے اسے ہی پسند کیا اور کہا یہی مختار ہے۔ بعض نے کہا کہ امام اپنے دائیں بائیں مقتدیوں پر مشتبہ ہوجاتا ہے، پہلی صورت میں ہر حال میں کراہت ہے اور دوسری صورت میں جب اشتباہ نہ ہو کراہت نہ ہوگی۔ فتح میں یہ کہتے ہوئے دوسری کی تائید کی اور کہا کہ امام کا ممتاز مقام پر کھڑا ہونا تو مطلوب ہے اور اس کا مقدم ہونا واجب ہے اور اس میں دونوں فریق متفق ہیں اسے حلیہ میں پسند کیا گیا اور اس کی تائید کی لیکن بحر میں یہ کہتے ہوئے اس سے اختلاف کیا کہ ظاہر روایت کا تقاضا یہی ہے کہ ہر حال میں کراہت ہو اور یہ کہ امام کا مطلوبہ امتیاز آگے ہونے سے حاصل ہوجاتا ہے یہ اس کے دوسرے مقام پر کھڑے ہونے پر موقوف نہیں ہے اسی لئے ولوالجیہ وغیرہ میں ہے کہ جب مقتدیوں پر مسجد

بمن خلف الامام لاینبغی له ذلك لانه یشبه تباین المکانینھ یعنی وحقیقة اختلاف المکان تمنع الجواز فشبهة الاختلاف توجب الکراهة والمحراب وان کان من المسجد فصورته هیأته اقتضت شبهة الاختلافھ ملخصاً **قلت** ای لان المحراب انما نبی علامة لمحل قیام الامام لیکون قیامه وسط الصف کماهوالسنة لالان یقوم فی داخله فهو وان کان من بقاع المسجد لکن اشبه مکاناً اٰخر فاورث الکراهة ولایخفی حسن هذا الکلام فافهم لکن تقدم ان التشبه انما یکرہ فی المذموم وفیما قصد به التشبه لامطلقاً ولعل هذا من المذموم تامل [62] ھ کلام الشامی

اقول: ولامحل للترجی بعد ماافادنا قلاعن الولوالجیة وغیرها انه یشبه تباین المکانین وحقیقة تفسد فشبهته تکرہ بل لوعد هذا دلیلا براسه لکفی وشفی کما

تنگ نہ ہو توامام کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ دونوں مقامات کاجداہونالازم آتاہےاھ اور حقیقۃً جگہ کااختلاف جواز نماز سے مانع ہے اور جہاں اختلاف کاشبہ ہو وہاں کراہت ہوگی اور اگر محراب اگرچہ مسجد میں ہی ہے لیکن اس صورت و ہیئت سے شبہ اختلاف پیداہوتاہےاھ تلخیصًا

قلت (میں (شامی) کہتاہوں) محراب کامقصد یہ ہے کہ وہ قیام امام کی علامت ہوتاکہ اس کاقیام صف کے درمیان ہو یہ مقصد نہیں کہ امام محراب کے اندر کھڑاہو۔ محراب اگرچہ مسجد کاہی حصہ ہے لیکن ایک دوسرے مقام کے مشابہ ہے لہٰذااس سے کراہت ہوگی۔ اس کلام کاحسن واضح ہے اسے اچھی طرح محفوظ کرو، لیکن پیچھے گزراکہ تشبہ بری بات میں مکروہ ہوتاہے اور اس صورت میں جب تشبہ مقصد ہوہرحال میں مکروہ نہیں اور ممکن ہے یہ مذموم میں سے ہو۔ (کلام شامی ختم ہوا)

اقول: (میں کہتاہوں) یہ "شاید" کہنے کامحل نہیں کیونکہ اس نے ولوالجیہ وغیرہ سے نقل کردیاہے کہ یہ عمل دوجگہوں کے متخالف ہونے کے مشابہ ہے اور اگر تباین حقیقۃً ہو تواس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور اگر تباین کاتشابہ ہوتونماز میں کراہت آئے گی بلکہ اگر اسے

[62] ردالمحتار باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۱/۴۷۷

لایخفی پیداست کہ ایں شبہہ وتشبہ واشتباہ ہمہ ہا ہمیں در محراب صوری ست نہ حقیقی اما قیام بمحاذات محراب صوری آنچناں کہ سجدہ در طاق افتد پس فی نفسہ نہ کراہتے دارد **لعدم الوجوہ المذکورۃ من الشبھۃ و التشبہ والاشتباہ فیہ نہ فضیلتے لما قدمنا انہ لم یکن فی اصل السنۃ محراب صوری ولامحاذاتہ** پس نظر بذات خودش نباشد جز مباح ازینجاست کہ ایں راسنت نگفتہ اند و چوں مکروہ ہم نبود دفع توہم را لاباس آوردند آرے اگر قیام بمحل محرابِ حقیقی موافق آید **کما ھو الغالب** لاجرم سنت باشد نہ ازاں روکہ محاذات محراب صوری ست بل ازاں جہت کہ موافات محراب حقیقی ست ازیں تحقیق انیق بحمداللہ روشن شد کہ اگرامام در مسجد صیفی بمحراب حقیقی ایستد یقینا اصابت سنت یافتہ باشد وہیچ کراہتے برونبود گو محراب صوری را محاذی ہم مباش چنانکہ صیفی در عرض ازیداز شتوی باشد آنگاہ باید کہ از محاذاتِ طاق بجانب زیادت میل کند وبوسط صیفی بایستد

مستقل دلیل بنایا جائے تو یہ کافی وشافی ہے جیسا کہ واضح اور یہ ظاہر بات ہے کہ یہ شبہہ، تشبّہ اور اشتباہ وغیرہ تمام صورتیں محراب صوری میں ہیں، نہ کہ حقیقی میں، محراب صوری کی محاذات میں اس طرح کھڑا ہونا کہ سجدہ محراب میں ہو فی نفسہٖ مکروہ نہیں کیونکہ وجوہ مذکورہ یعنی شبہہ، تشبّہ اور اشتباہ یہاں نہیں ہیں اور نہ اس میں کوئی فضیلت ہے کیونکہ ہم نے پہلے یہ بیان کردیا ہے کہ اصل سنت میں نہ محراب صوری ہے اور نہ اس کی محاذات پس وہ اپنی ذات کے حوالے سے سوائے مباح کے کچھ نہیں، یہی وجہ ہے کہ اسے سنت نہیں کہا گیا، چونکہ مکروہ بھی نہیں تو علماء دفع توہم کے لئے لفظ "لاباس" لے آئے ہیں، اگر اس کی محاذات کا قیام محراب حقیقی کے موافق ہوجاتا ہے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو اب یہ سنت ہوگا مگر اس کی وجہ محرابِ صوری کے محاذی ہونا نہیں بلکہ محراب حقیقی کے موافق ہونا ہے، بحمداللہ اس شفاف تحقیق سے واضح ہوگیا کہ اگر امام مسجد صیفی میں محراب حقیقی میں کھڑا ہوتا ہے تو وہ یقینا سنت کو پانے والا ہے اور اس پر ہرگز کوئی کراہت نہ ہوگی اگرچہ وہ محراب صوری کے محاذی نہ ہو، کیونکہ جب مسجد صیفی عرض میں شتوی سے زیادہ ہو تو اس وقت محراب کی محاذات میں جانب زیادت کی طرف ہو کر صیفی کے درمیان میں

بمحراب حقیقی قیام کردہ باشد وبدستور در شتوی نیز اگر طاق درحاق وسط نبود امام راطاق گزاشتہ بوسط شتوی عدول باید کہ محراب حقیقی بدست آید درولایت افغانستان از علمائے زمان کہ قیام امام رادر مسجد صیفی مکروہ گویند دلیل برآں از ہماں مسئلہ سنیت قیام فی المحراب چون درسوالیکہ نزد فقیر ازان ولایت آمدہ بود وانمود ناشی از اشتباہ معنی محراب است عزیزان اوراحراب صوری گماشتند واز حقیقی غفلت کردہ اند ودانستہ شد کہ قیام در صوری سنت نیست بلکہ بمعنی حقیقتش خود مکروہ ہے ست وانکہ سنت است بہ مسجد صیفی نیز نقد وقت ست پس کراہت از کجا امام ابن الہمام در فتح ایں معنی رارنگ ایضاح داد کہ فرمود **لولم تبن (ای المحاریب) کانت السنۃ ان یتقدم فی محاذاۃ ذلك المکان لانہ یحاذی وسط الصف وھوالمطلوب اذقیامہ فی غیرمحاذاتہ مکروہ**[63] **ھ** واگرچناں باشد کہ صیفی مطلقًا از صلاحیت اقامت جماعت بدرود زیراکہ آنجا محراب صوری نتواں یافت ومجرد محاذات اگرچہ از دور بسندہ نیست کما

کھڑا ہونا چاہئے تاکہ محراب حقیقی میں قیام ہوجائے اسی طرح شتوی میں بھی اگر طاق وسط میں نہیں توامام طاق چھوڑ کر شتوی کے وسط میں ہوجائے تاکہ محراب حقیقی کو پایاجاسکے، افغانستان کے علاقے میں اس وقت کے علماء مسجد صیفی میں امام کے قیام کو مکروہ قرار دیتے ہوئے یہی دلیل دیتے ہیں کہ محراب میں کھڑا ہونا سنت ہے کیونکہ اس ملک سے فقیر کے پاس جوسوال آیاہے اس سے واضح ہوتاہے کہ انہیں معنی محراب میں اشتباہ ہےاور انہوں نے محراب صوری مقرر کئے ہیں مگر محرابِ حقیقی سے غافل ہوگئے ہیں اور معلوم ہوا کہ صوری میں قیام سنت نہیں بلکہ اسے حقیقی سمجھنا بذاتِ خود مکروہ ہے اور جوسنت ہے وہ صیفی مسجد میں بھی درست ہے،پس یہاں کراہت کہاں! امام ابن الہمام نے فتح القدیر میں اسے واضح کرتے ہوئے کہا کہ اگروہ بنے ہوئے نہیں (یعنی محاریب) توسنت یہ ہے کہ اس جگہ کے محاذی کھڑاہوجائے کیونکہ وہ وسط صف کے محاذی ہے اور یہی مطلوب ہے کیونکہ محاذات کے علاوہ امام کا قیام مکروہ ہے اھ اور اگر ایسے ہو کہ صیفی اقامت جماعت کی صلاحیت نہ رکھتی کیونکہ وہاں محراب صوری نہیں اور صرف محاذات اگرچہ دور سے ہو محراب کی نشانی نہیں ہے جیساکہ تونے

[63] فتح القدیر فصل یکرہ المصلی مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۶۰

علمت وقداعترفوا به والالم یحکموا بکراھة قیام الامام فی الصیفی مطلقا وایں برخلاف عمل و نیت جملہ امت ست مسجد رابردودرجہ سرما و گرما ازہمیں روبخش میکنند کہ بہر موسم اقامت جماعت بہ مسجد نتوانند اگرایں پارہ از قیام امام معطل ماند لاجرم جماعت رانیز لازم باشد ہم درپارہ شتوی صفہا بستن کہ انفراد امام بدرجہ خود مکروہ ست پس از صیفی بہرہ نیابند مگر بعض قوم در بعض احیان آنگاہ کہ شتوی ہمہ آوردہ شود وایں یقینا مخالف نیت وقصد جملہ بانیان و عمل وتوارثِ عامہ مومنان ست بازدرہندیہ وبزازیہ وخلاصہ وظہیریہ وخزانۃ المفتین وغیرہا کتب معتمدہ ست **قوم جلوس فی المسجد الداخل وقوم فی المسجد الخارج اقام المؤذن فقام امام من اھل الداخل فامھم قال من سبق بالشروع فھو والمقتدون به لاکراھة فی حقھم**[64] چرابلائے نفی جنس مطلقاً سلب مستغرق نمایند چرانگویند کہ امام مسجد صیفی ومقتدیانش بہرحال درگرد کراہت اندزیراکہ قیام

سمجھا اور جیسا کہ انہوں نے اس کا اعتراف کیا ہے ورنہ وہ صیفی میں مطلقاً قیام امام کو مکروہ قرار نہ دیتے حالانکہ یہ بات تمام امت کے عمل کے خلاف ہے کیونکہ مسجد کے دو درجے موسم گرما و سرما کے لحاظ سے کئے جاتے ہیں کہ ہر موسم میں ایک جگہ جماعت نہیں کرائی جاسکتی تو اگر یہ حصہ قیام امام سے معطل ہو تو لازم ہوگا کہ جماعت بھی شتوی حصے میں صفیں بنائے کیونکہ امام کا تنہا ہونا بذات خود مکروہ ہے تو اس طرح صیفی حصہ سے فائدہ صرف بعض اوقات بعض لوگ اس وقت ہی اٹھا سکیں گے جب شتوی حصہ پُر ہوجائے گا، اور یہ بات تمام بانیان مساجد کی نیت اور عمل اور توارث امت کے خلاف ہے ہندیہ، بزازیہ، خلاصہ، ظہیریہ، خزانۃ المفتین وغیرہ کتب معتمدہ میں ہے کہ کچھ لوگ مسجد کے اندر اور کچھ مسجد کے صحن میں تھے مؤذن نے اذان کہی اور اہل خارج میں سے امام نے جماعت کرائی اسی طرح اندر والوں میں سے امام نے جماعت کرائی تو جس نے پہل کر دی وہ امام ہوگا اور تمام لوگ اس کے مقتدی ہوں گے ان کے حق میں کوئی کراہت نہ ہوگی کیونکہ یہاں لا نفی جنس انہوں نے استعمال کیا ہے جو مطلق سلب کا احاطہ کرتا ہے انہوں نے یہ کیوں نہ کہا کہ مسجد صیفی کا امام، اس کے مقتدی بہرحال کراہت میں مبتلا ہوں گے کیونکہ انہوں نے

---

[64] خلاصۃ الفتاوٰی الفصل الخامس فی الامامۃ والاقتداء مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۱۴۵

فی المحراب راترک گفتند بالجملہ ایں خطائے فاحش ست کہ ولائتیان دریں جزوزمان احداث کردہ اند ازیں باخبر باید بود۔ سخن راندن مانداز استظہار علامہ شامی عاملہ اللہ باللطف النامی **اقول:** انچہ بالاگفتہ ایم غایت توجیہ کلام آں فاضل علام بود وہنوز گل نظرے دمیدن دارد ماثور وموروث چنانکہ دانی ہماں قیام امام در محراب حقیقی ست وآں مقام اشرف موضع وصدر مسجد ست چنانکہ شنیدی پس ترک او بے عذر شرعی عدول از افضل وخلاف متوارث العمل، وفرع مبسوط دلالت برآں ندرد کہ اینجا فی نفسہٖ اصلاً منظور نیست بلکہ غایتش آنست کہ توسط صف سنت عظیمہ مہم ترازآن ست چوں ہر دو دست وگریبان شود اختیار بہ سنت توسط رود پس انچہ بدل می چسپد کلمات ائمہ رابر اطلاق آنہا داشتن اگرچہ در کمال خمول باشد غیر امام جماعت ثانیہ فی مسجد المحلہ را محراب حقیقی گذاشتن ست هذا اخر الکلام فی هذا المقام وقد اتضح به کل مرام وانکشف به جمیع الاوهام والتأمت کلمات الائمة الکرام وماتوفیقی الاباللّٰه الملك العلام والسلام مع الکرام علی مولٰنا عبد السلام واللّٰه سبحٰنه وتعالٰی اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم

محراب میں قیام کو ترک کیا ہے، حاصل کلام یہ کہ یہ بہت بڑی غلطی ہے جو اس دور میں ان علاقوں میں پیدا ہوئی ہے اس سے باخبر ہونا چاہئے۔ رہا معاملہ علامہ شامی کے مختار قرار دینے کا تو **میں کہتا ہوں** کہ جو کچھ ہم نے بیان کیا اس فاضل علام کے کلام کی غایت توجیہ ہے اور جو کچھ منقول و متوارث ہے وہ امام کا محراب حقیقی میں قیام ہے اور وہ مقام سب سے اعلٰی اور صدر مسجد ہوتا ہے جیسا کہ آپ پڑھ چکے للذا اس کا ترک بغیر کسی عذر کے افضل سے اعراض اور متوارث عمل کے خلاف ہے اور مبسوط کا جزئیہ اس پر دلالت نہیں کرتا کہ یہ مقام فی نفسہٖ مقصود نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ یہ کہ صف کے درمیان کھڑا ہونا سنت عظیمہ ہے کیونکہ جب دونوں میں تعارض ہو تو وسط میں کھڑا ہونا سنت اور مختار ہوگا، دل لگتی بات یہ ہے کہ ائمہ کے کلام کو اپنے اطلاق پر رکھیں اگرچہ یہ کمزور سی بات ہے تاہم اس سے محلّہ کی مسجد میں پہلے امام کا حقیقی محراب کو چھوڑنا مراد ہے، یہ اس مقام میں آخری کلام ہے اور اس سے پورا مقصد واضح ہوگیا اور تمام ائمہ کا کلام موافق ہوگیا **وماتوفیقی الاباللّٰه الملك العلام والسلام مع الاکرام علٰی مولٰنا عبدالسلام واللّٰه سبحٰنه وتعالٰی اعلم وعلمه جل مجده اتم واحکم۔**